

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 آمين  
 قَالَ اللَّهُ تَعَالَى كِتَابُ الْمَكِينِ  
 عَزَّ وَجَلَّ الْوَهْدَانِ الْوَهْدَانِ الْوَهْدَانِ  
 لَيْسَ خَلْفَهُمْ وَلَا أَدْنَىٰ



سیدنا ابوبکر صدیق  
 رضی اللہ عنہ

تحریک ختم اہل سنت  
 کا ترجمان  
 نظام خلافت اشد  
 کا داعی

سیدنا عثمان  
 رضی اللہ عنہ

سیدنا علی  
 رضی اللہ عنہ

سیدنا عمر فاروق  
 رضی اللہ عنہ

# حق حقائق

رضی اللہ عنہم  
 لاہور



ترجمہ  
 حضرت مولانا قاضی مظهر حسین صاحب  
 بانی و امیر تحریک  
 ختم اہل سنت پاکستان  
 دہلی



# خدا مہانت کی دعا

از حضرت مولانا قاضی منظر حسین صاحب دینی تقریباً ۱۱۸۲ھ

۲۴ نومبر ۱۳۹۳ء

خدا یا اہل سنت کو جہاں میں کامیابی ہے  
تیرے قرآن کی عظمت سے چھ سینوں کو گمانیں  
وہ منو امیں نبی کے چار باروں کی صلاقت کو  
صحابہ اور اہل بیت سب کی شان بھائی  
حسن کی اور حسین کی چہرہ ہی میں کر عظام کو  
صحابہ نے کیا تھا چہرہ اسلام کو بالا  
تیری نصرت مہر ہم چہرہ اسلام لہجہ  
تیرے کن کے اشعار سے ہوا پستان کھل  
ہو آئینی تحفظ ملک میں ختم نبوت کو  
تو سب خدام کو توفیق دے اپنی عبادت کی  
ہماری زندگی تیری رضا میں صرف ہو جائے  
تیری توفیق سے ہم اہل سنت کے رہیں مدام  
نہیں مایوس تیری رحمتوں سے منظر نادان  
تیری نصرت ہم دنیا میں کیا مسئلہ پائی نکل

لے الحمد للہ تمام مسلمانوں کا یہ متفقہ مطالبہ منظور ہو چکا ہے اور انہیں پاکستان میں تھانہ دیا گیا ہے  
مرزا نہیں کے دوا گدہوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا ہے

نظام خلافت راشدہ زندہ باد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



خلافت راشدہ حق جاوید



تحریک خدام اہلسنت و اجماعہ پاکستان کا ترجمان  
نظام خلافت راشدہ کا داعی

# حق جاوید

زیر سرپرستی  
قائد اہلسنت وکیل صحابہ مظہر شریعت و طریقت خضر بولاقانی مظہر حسین صاحب نظام  
بانی و امیر تحریک خدام اہلسنت پاکستان چکوال فون نمبر ۲۲۳۲  
مدیر مسئول  
حکیم حافظ محمد طیب

جلد ۳۱ شماره ۸ شعبان ۱۴۱۱ھ مارچ ۱۹۹۱ء سالانہ چندہ - ۹۰ روپے فی شمارہ - ۷ روپے

۲۲۰ روپے

ریاستائے متحدہ امریکہ  
ہائیک کالنگ، ٹائیپریا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، برطانیہ جنوبی افریقہ  
ویٹ انڈیز، برما، انڈیا، بنگلہ دیش، تھائی لینڈ - ۱۸۰ روپے  
سعودی عرب، امارات، مسقط، بحرین، عراق، ایران، مصر، کویت - ۲۵ روپے

سالانہ بدل شراک برائین  
لنگ بڑی بولی جبار جوبی

رابطہ دفتر ہمارے حق چار یا رضا لاہور، دسینہ بازار، ذیل دروازہ اچھرہ لاہور فون نمبر ۱۶۱۰۰

اشرار حکیم حافظ محمد طیب، مبلغ فضل شریف پٹنن، مقام اشد دفتر ہمارے حق چار یا رضا لاہور، دسینہ بازار، ذیل دروازہ اچھرہ لاہور

حافظ محمد طیب صاحب مدظلہ

حق چار یا رضا لاہور  
59302





اداریہ حضرت مولانا قاضی  
منظر حسین صاحب دامت برکاتہم العالیہ ۳

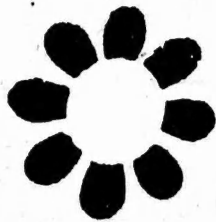
عراق اور اتحادی ملکوں  
کے درمیان قیامت خیز جنگ

۳۹ احسان اللہ محسن بگٹی، کراچی

آہ! حضرت جی چلے گئے

۴۰ حضرت مفتی عبدالستار صاحب  
دامت برکاتہم العالیہ

رمضان المبارک





# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



اَلْهٰدِیْنَ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ

## خلیجی جنگ ۱۹۹۱

عراق اور اتحادی ملکوں کے درمیان قیامت خیز جنگ  
عراق کا کویت پر قبضہ اور آخری مرحلہ پر کویت سے انخلا  
صدر صدام شکست کھا گئے



اس مُلک ترین تاریخی جنگ کے حالات حسب ذیل ہیں:

☆ ۲ اگست ۱۹۹۰ء کو عراقی فوجیں کویت کی سرحد عبور کر کے کویت میں داخل ہوئیں اور جلد ہی ملک میں کنٹرول حاصل کر لیا۔ امیر کویت شیخ جابر احمد الصباح سعودی عرب فرار ہو گئے۔ کویت میں عبوری حکومت قائم کر دی گئی جس نے ہوائی اڈے، بندرگاہیں بند کر دیں۔ کویت میں کرنیو لگا دیا۔ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے متفقہ طور پر عراقی اقدام کی مذمت کی اور عراق پر زور دیا کہ وہ کویت سے فوج واپس بلائے۔ امریکی صدر بُش نے عراقی حملے کی شدید مذمت کی اور اسے ایک ننگی جارحیت قرار دیا اور عراق سے مطالبہ کیا کہ وہ غیر مشروط طور پر کویت سے فوجیں نکالے۔

۲ اگست عراقی فوج نے سعودی عرب کی طرف پیش قدمی شروع کر دی۔ صدر بُش نے عراق کو سخت وارننگ دی کہ وہ سعودی عرب پر حملہ کرنے سے باز رہے۔ روس اور امریکہ کے دوزار خارجہ نے



مشترکہ بیان میں عراقی حملے کی مذمت کی۔

☆ ۵ اگست: کنیڈا اور جاپان نے عراق اور کویت کا تیل خریدنے سے انکار کر دیا اور

عراق کے خلاف پابندی لگانے کا فیصلہ کیا۔ یورپی برادری نے بھی عراق کے خلاف پابندیاں لگائیں۔

☆ ۶ اگست: شاہ فہد نے دوست ممالک سے دفاع کے لیے مدد کی اپیل کی۔ صدر بش

نے ایف۔ ۱۵ طیاروں کا سکواڈرن سعودی عرب روانہ کرنے کا حکم دیا۔ سرکاری کونسل کے بارہ

ووٹوں کی اکثریت سے عراق کے خلاف کئی قسم کی پابندیاں عائد کرنے کے لیے قرارداد منظور کی۔

☆ ۸ اگست: صدر بش نے ٹیلی ویژن پر خطاب میں سرکاری طور پر اعلان کیا کہ مشرق

وسطی میں امریکی فوجیں بھیجیں گے۔ عراق نے کویت کو عراق میں ضم کرنے کا اعلان کر دیا۔ برطانیہ نے

سعودی عرب میں فوجیں بھیجنے کا اعلان کیا۔

☆ ۹ اگست: سلامتی کونسل نے عراق کی طرف سے کویت کو ضم کرنے کے فیصلہ کو مسترد

کر دیا۔

☆ ۱۰ اگست: عرب لیگ نے سعودی عرب میں امن فوج بھیجنے کا اعلان کیا۔

☆ ۱۳ اگست: پاکستان نے سعودی عرب فوج بھیجنے کا اعلان کر دیا۔

☆ ۱۴ اگست: شاہ حسین نے بغداد میں صدر صدام سے ملاقات کی اور اس کے بعد

واشنگٹن روانہ ہو گئے تاکہ مسئلے کا سفارتی حل تلاش کیا جائے۔

☆ ۲۵ اگست: سلامتی کونسل نے قرارداد نمبر ۶۶۵ منظور کی جس کے مطابق کویت نے

عراقی فوج نکالنے کے لیے طاقت استعمال کرنے کی اجازت دے دی گئی۔

☆ ۲۶ اگست: روسی وزیر خارجہ نے اعلان کیا کہ روس عراق کے خلاف طاقت کے

استعمال کی حمایت کرے گا۔

☆ ۲۸ اگست: عراق نے کویت کو اپنا اکیسواں صوبہ بنانے کا اعلان کیا۔

☆ ۳۰ اگست: صدر بش اور صدر گورباچوف نے مشترکہ طور پر عراق پر زور دیا کہ وہ

کویت سے نکل جائے۔

☆ ۵ ستمبر: فرانس نے سعودی عرب میں امن فوج بھیجنے کا اعلان کیا۔



☆ ۲۷ ستمبر: یورپی برادری اور خلیج تعاون کونسل کے دزرائے خارج نے مشترکہ طور پر عراق کی مذمت کی۔

☆ ۱۴ اکتوبر: کویت کے جلاوطن وزیراعظم نے سعودی عرب میں ایک ہزار کویتی باشندوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کویت سلامتی کونسل کی قراردادوں پر عملدرآمد سے کم کسی چیز کو تسلیم نہیں کرے گا۔

☆ ۲۳ نومبر: یورپی پارلیمنٹ نے تیسری مرتبہ عراقی حملے کی حمایت کی۔

☆ ۲۴ نومبر: سارک ممالک نے عراق سے اپیل کی کہ وہ غیر مشروط طور پر کویت سے نکل جائے۔

☆ ۲۹ نومبر: سلامتی کونسل نے ۱۲ درجنوں سے قرارداد منظور کی کہ اگر ۱۱ جنوری ۱۹۹۱ء سے پہلے عراق، کویت خالی نہیں کرتا تو اس کے خلاف طاقت استعمال کی جائے۔

☆ ۳۰ نومبر: عراق نے سلامتی کونسل کی قرارداد مسترد کر دی۔

سلامتی کونسل نے کویت سے عراقی فوج کے انخلاء کے لیے ۱۵ جنوری تک مہلت دے دی اور ۱۵ جنوری کے بعد اتحادی فوجوں کو جنگ کے ذریعہ

### ڈیڈ لائن

کویت خالی کرانے کی منظوری دے دی۔

۱۴ جنوری ۱۹۹۱ء کو صدر صدام نے اعلان کیا کہ کویت عراق کا حصہ ہے۔ اس کے لیے جان کی بازی لگا دیں گے۔ صدر صدام نے یہ بھی اعلان کیا کہ کویت تاریخی لحاظ سے عراق کا علاقہ ہے جسے برطانیہ نے اپنے طویل قبضہ کے خاتمہ کے بعد ایک الگ ملک بنا دیا تھا۔ ریڈیو بغداد کے مطابق انہوں نے دھمکی دی کہ عراق کویت سے دستبردار نہیں ہوگا اور اس کے لیے ہزار سال تک جنگ لڑے گا۔ (روزنامہ مشرق لاہور)

۱۶ جنوری ۱۹۹۱ء کو خلیج میں خوفناک جنگ شروع ہو گئی۔ امریکہ اور اس کے

خلیجی جنگ کا آغاز | اتحادی ملکوں کے آٹھ سو جنگی طیاروں نے پہلا حملہ عراقی دقت کے مطابق رات

اڑھائی بجے اور پاکستانی دقت کے مطابق صبح ساڑھے چار بجے کیا۔ حملے کا آغاز بحری جہازوں سے ایک سو کروڑ میزائل داغ کر کیا گیا۔ جنگی طیاروں نے عراق اور کویت کے اندر عراقی ٹھکانوں اور تنصیبات پر ایک ہزار مرتبہ بمباری کی۔ عراق کے کیمیکل پلانٹ پر تین گھنٹے میں چار سو حملے کیے۔ عراق کی جہاں



تفصیلات کو نقصان پہنچان میں اسلکڈ میزائل۔ تیل کے ذخائر، وزیراء کی رہائش گاہیں اور کیمیائی تنصیبات کے ڈپوشال تھے۔ عراق کے خلاف فضائی حملے نصف شب سے اگلے روز سہ پہر تک جاری رہے۔ ابتدائی حملوں میں امریکہ، برطانیہ، سعودی عرب اور کویت کے جنگی طیاروں نے حصہ لیا۔ بعد میں فرانس اور اٹلی بھی فضائی کارروائی میں شامل ہو گئے۔ عراق پر حملے کے پہلے مرحلہ میں ۱۸ ہزار ٹن بم گرائے اور میزائل گرانے لگے جو بیرونی شہر گرائے جانے والے امریکی ایٹم بم کے مقابلے میں مجموعی طور پر کم قوت کے تھے۔

☆ ۱۸ جنوری : اتحادی فوج کے کمانڈر جنرل نارمن نے کہا کہ امریکہ اور عراق کی بحریہ میں ہونے والی جھڑپوں کے دوران عراق کی تین جنگی کشتیوں کو یا تو ڈبو دیا گیا یا انہیں ناکارہ کر دیا۔ صدر فرنس نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جنگ طویل ہوگی اور فی الحال اس کے خاتمہ کا کوئی اشارہ نہیں ملتا لہذا امریکی عوام کو بری خبروں کے لیے بھی تیار رہنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ ہم عراق کی اس فوجی قوت پر راتوں رات قابو نہیں پاسکتے جو اس نے دس برسوں میں حاصل کی ہے۔

عراق نے ۱۸ جنوری بروز جمعہ صبح تل ابیب سمیت اسرائیل کے چھ شہروں پر اسلکڈ میزائلوں سے زبردست حملے کیے۔ تل ابیب پر دو اسلکڈ میزائل پھٹنے سے اسرائیلی ملٹری آپریشنز ہیڈ کوارٹر اور متعدد عمارتیں تباہ ہو گئیں۔ عراقی حملوں سے اسرائیل کا شدید جانی و مالی نقصان ہوا۔

عراق نے دعویٰ کیا ہے کہ اس نے سعودی عرب کے شہر ظہران پر اسلکڈ میزائل سے جو حملہ کیا ہے اس سے اتحادی فوج کے ہوائی اڈے کے قریب زبردست دھماکے ہوئے۔ تل ابیب اور ظہران پر عراقی میزائلوں کے حملے سے واشنگٹن میں خوف دہرا س پھیل گیا۔ صدر صدام حسین نے اپنے فوجی مشیروں کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد اس عزم کا اظہار کیا کہ آخری فتح مسلمانوں کی ہوگی اور امریکی اور یہودی سامراج کو بلاآخر عبرت ناک شکست کا سامنا کرنا پڑے گا۔

☆ ۱۹ جنوری : عراق نے اسرائیل پر اسلکڈ میزائلوں سے ایک اور زبردست حملہ کیا جس سے زبردست جانی و مالی نقصان ہوا۔ تل ابیب میں تین مقامات پر عراقی میزائل گرے۔ عراق نے مقبوضہ بیت المقدس میں بھی اسرائیلی ٹھکانوں کو نشانہ بنایا۔ شہر میں سات دھماکے ہوئے۔ دہائے باؤس کے حکام نے بتایا کہ امریکہ مزید پیڑیاٹ میزائل اسرائیل بھیج رہا ہے جو اسلکڈ میزائلوں کو فضائی



تباہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ امریکی صدر ریش نے کہا کہ وہ عراق کو اس قابل نہیں چھوڑیں گے کہ وہ اسرائیل پر حملہ کر سکے۔ امریکی محکمہ دفاع کے دو جنرلوں نے اعتراف کیا کہ فضائی حملوں سے خلیج کی جنگ نہیں جیتی جاسکتی۔

۲۰ جنوری: سعودی عرب پر پاکستانی وقت کے مطابق ۱۱ بج کو ۵۵ منٹ پر عراق نے پانچ اسکڈ میزائلوں سے حملہ کیا جن سے نمٹنے کے لیے اتحادی افواج کی جانب سے پیٹریاٹ میزائل فائر کیے گئے۔ اتحادی فوج فکر مند ہے کہ اس کے زبردست فضائی حملوں کے باوجود عراقی اسکڈ میزائلوں کو ابھی تک تباہ نہیں کیا جاسکا۔ عراق نے اتحادی فوجوں کے ۵۰ کرور میزائل مار گرائے اور سو سے زیادہ کورساتے میں تباہ کر دیا۔ نہ پھٹنے والے ۲۳ میزائل پر قبضہ کر لیا۔ صدام حسین کے آبائی شہر تکریت کو بھی میزائل کا نشانہ بنایا گیا۔ انتہائی معتبر ذرائع نے انکشاف کیا کہ عراق نے جنگ شروع ہونے سے قبل اپنے چار سو جنگی طیارے کابل اور ۱۲۰ طیارے بھارت پہنچا دیے تھے جنہیں جنگ طویل ہونے کی صورت میں بغداد دلایا جائے گا۔

۲۱ جنوری: عراق نے ۲۰ جنگی قیدیوں کو اپنی سائنسی و اقتصادی تنصیبات پر منتقل کر دیا تاکہ امریکہ اور اس کے اتحادی ان تنصیبات پر بمباری نہ کر سکیں۔ اتوار اور پیر کی درمیانی شب عراق نے سعودی عرب پر دس اسکڈ میزائلوں سے حملہ کیا جن میں سے نو کو پیٹریاٹ میزائلوں کے ذریعہ فضا میں ہی تباہ کر دیا گیا۔ وائس آف جرمی کے مطابق عراق نے اتوار کی رات سعودی عرب پر ۱۸ اسکڈ میزائل برسائے۔

۲۹ جنوری: امریکی مبصرین نے کویت کی سرحد پر واقع عراق کے

فوجی مورچوں پر اپنا پہلا زبردست زمینی حملہ کیا۔ امریکی توپخانے

### زمینی جنگ کا اعلان

سے عراق کے سپلائی ڈپو کو نشانہ بنایا گیا۔ فرانس کے جنگی طیاروں نے دوسرے ہی سیکین گارڈز کے ٹھکانوں اور زیر زمین کمان چوکیوں پر زبردست بمباری کی۔ امریکی طیاروں نے بغداد کے ٹیلیوژن اور ریڈیو اسٹیشن پر بھی حملے کیے۔ عراق نے دعویٰ کیا کہ اس نے اتحادیوں کے چھ طیارے مار گرائے۔ جنگ شروع ہونے کے بعد پہلی مرتبہ سی این این کے نمائندے پیٹر آرنٹ کو ایک طویل انٹرویو دیتے ہوئے عراق کے صدر صدام نے کہا کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے اور اتحادیوں کے ساتھ جنگ میں



فتح ہماری ہوگی۔ ہم کویت کو کسی بھی صورت میں خالی نہیں کریں گے۔ اگر عراقی قوم کو بچانے اور ہماری بقا کا مسئلہ لاحق ہوا تو ہم کیمیادی ہتھیار استعمال کرنے سے گریز نہیں کریں گے۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ جنگ کب بند ہوگی۔ اس میں امریکیوں، فرانسیسیوں، سعودیوں اور عراقیوں کا بہت خون بہے گا لیکن عراق اپنی جنگی صلاحیتوں کا لوہا دنیا سے منوالے گا۔ ایک امریکی ٹیلی ویژن نیٹ ورک نے انکشاف کیا ہے کہ عراق کے دوسو طیارے ایرانی ہوائی اڈوں پر موجود ہیں۔ اطلاعات کے مطابق ہزاروں عراقی فوجی بھی ایران پہنچ چکے ہیں جنہوں نے ایران کے انقلابی محافظین کی وردیاں پہن رکھی ہیں۔ بعض خبروں کے مطابق عراق کے مقامات مقدسہ کی حفاظت ایرانی گارڈز کر رہے ہیں۔ ایران نے امریکہ کو یقین دلایا ہے کہ عراق کے طیاروں کو ضبط کر لیا جائے گا۔ ادھر فلسطین کے صدر یا سرعفات نے لبنان کے جنوبی حصوں میں اپنے چھاپہ ماروں کو حکم دیا ہے کہ وہ عراق پر امریکہ کے حملوں کے جواب میں اسرائیل پر راکٹ برسائیں۔ اس سے قبل یا سرعفات مسئلہ خلیج کے پرامن حل کے حامی تھے۔ ان کے اس حکم سے لبنان میں بند خانہ جنگی دوبارہ شروع ہونے کا خطرہ ہے اور یوں اس جنگ کا دائرہ وسیع ہو جائے گا۔ عراق کی مسلح افواج کے سابق سینئر کمانڈر لیفٹیننٹ جنرل ابراہیم داؤد نے عراق کے عوام اور فوج سے اپیل کی ہے کہ وہ صدام حسین کی حکومت کا تختہ الٹ دیں۔

☆ ۳۰ جنوری : سعودی عرب کے سرحدی شہر خفجی پر عراق نے قبضہ کر لیا۔ اس شدید جنگ میں دونوں طرف کا بھاری جانی نقصان ہوا ہے۔ اب تک ہونے والی یہ سب سے بڑی بحری جنگ تھی۔

☆ یکم فروری : کویت اور سعودی عرب کے درمیان سرحدی علاقے میں آج بھی گھمسان کی فضا تھی اور بڑی جنگ جاری رہی۔ ریڈیو بغداد کے مطابق عراقی فوج کو خفجی سے بلا لیا گیا۔ ایک بڑا فوجی ترجمان نے دعویٰ کیا کہ خفجی کے لیے لڑی جانے والی جنگ میں تین سو سے زائد عراقی فوجی ہلاک ہوئے اور پانچ سو کو جنگی قیدی بنالیا گیا۔

☆ ۲ فروری : امریکی وزیر دفاع نے کہا کہ اسرائیل عراق کے خلاف غیر روایتی ہتھیار استعمال کر سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ صدر صدام حسین بغداد میں الگ تھلگ ہو کر رہ گئے ہیں اور بیرونی دنیا سے ان کا رابطہ منقطع ہے۔ اس لیے انہیں کوئی اندازہ نہیں کہ ان کی فوج کے ساتھ کیا کچھ ہو چکا ہے۔ ایک اطلاع کے مطابق خلیج کی جنگ پر اب تک اتحادیوں کے ۵۴ ملین ڈالر خرچ ہو چکے ہیں جو کویت

سودی عرب اور جاپان نے برداشت کیے ہیں۔ اتحادی فوج نے کویت کا ایک اور جزیرہ عراق کے قبضہ سے آزاد کرانے کے اس پر دوبارہ کویتی پرچم لہرایا۔

☆ ۱۲ فروری: اتحادی افواج کے کمانڈر مل نے دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے سمندر اور فضا میں عراق سے جنگ جیت لی اور اب ان کی توجہ زمینی جنگ پر ہے۔

☆ ۱۴ فروری: امریکی فوجی مائی کمان نے کہا ہے کہ اتحادی فوج کے جنگی طیاروں نے جنگ کے ۱۸ دنوں میں ۱۴ ہزار عراقی ٹھکانوں اور مراکز پر فضائی حملے کیے۔ ریڈیو تہران کے مطابق اس حملے میں دو لاکھ ٹن بم عراق کے مختلف شہروں پر گرائے گئے۔

☆ ۱۳ فروری: اتحاد نے بغداد کی پناہ گاہ پر شدید بمباری کی

**بغداد کی پناہ گاہ پر بمباری** | جس سے گیارہ سو عورتیں اور بچے ہلاک ہو گئے۔ ریسلین

گاز، ٹرکوں کے قافلوں اور بکتر بند گاڑیوں کو خاص طور پر نشانہ بنایا گیا۔ عراق نے اتحادیوں کو دھمکی دی کہ اگر وقت پڑا تو وہ اتحادی افواج کے خلاف روایتی ہتھیاروں کے ساتھ ساتھ کیمیائی ہتھیار بھی استعمال کرے گا۔ عراق نے اعلان کیا کہ بیگناہ شہریوں کے خون کے ہر قطرے کا انتقام لیا جائے گا۔

☆ ۱۴ فروری: بغداد پر وحشیانہ بمباری کی مذمت میں پاکستان کی قومی اسمبلی میں ایک متفقہ قرارداد منظور کی گئی اور یہ دعا کی گئی کہ یا اللہ اسرائیل کو نیست و نابود کر۔ اس کے ناپاک قدموں سے خلیج کو ہمیشہ کے لیے پاک کر۔ حکومت اور عوام میں تفریق کو وحدت اور یکانیت میں بدل۔ اور تمام اسلامی ممالک میں عوام کی ترجیح حکومت قائم کر۔

☆ ۱۵ فروری: عراق کی انقلابی کمان کونسل نے اعلان

**کویت سے انخلا کی مشروط عراقی پیشکش** | کیا کہ عراق سلامتی کونسل کی قرارداد نمبر ۶۶۰ اس

صورت میں قبول کرے گا جب اتحادی فوجیں خلیج سے نکل جائیں اور اسرائیل اپنی فوج فلسطین اور مقبوضہ عرب علاقوں سے نکال لے اور اسرائیل سے وہ فوجی ہتھیار اور ساز و سامان بھی واپس لیا جائے جو خلیج کے بحران کے بہانے سے اسے فراہم کیا گیا ہے۔ یہ فوجیں اور ساز و سامان جنگ بند ہونے کے ایک مہینہ بعد تک کی مدت میں واپس ہونا چاہیے۔ اگر اسرائیل انخلا سے انکار کرے تو سلامتی کونسل کو اسرائیل کے خلاف انہی قراردادوں پر عملدرآمد کرایا جائے جو عراق کے خلاف منظور کی گئیں اور ان پر عملدرآمد



کرایا گیا اور یہ کہ خشکی اور سمندر میں عراق کے تاریخی حقوق کو اس طرح تحفظ دیا جائے کہ سیاسی تصفیہ کی روش میں ان حقوق میں کوئی کمی نہ آئے۔ بیان میں کہا گیا کہ کویت کے مستقبل کا فیصلہ حقیقی جمہوری روایات کے مطابق وہاں کے عوام کریں نہ کہ صباح فیملی۔ عراقی کمان کونسل نے کہا کہ کویت سے سیاسی تصفیہ کے لیے اسلامی اور قومی جہیں شامل کی جائیں۔ نیز جارج مالک عراق کو تعمیر نو کے لیے فنڈز فراہم کرنے کا وعدہ کرے۔ یہ بھی مطالبہ کیا گیا کہ عراق اور جارحیت سے متاثرہ ہونے والے تمام ممالک پر غیر ملکی قرضے منسوخ کیے جائیں اور عراق کے امیر مالک کی یہ ذمہ داری قرار دی جائے کہ وہ غریب ممالک کو آگے بڑھنے کے لیے مدد دیں۔ اعلان میں اس امر پر بھی زور دیا گیا کہ ایران سیت خلیج کے تمام ملکوں کو یہ آزادی حاصل ہونی چاہیے کہ وہ اپنے تحفظ اور سلامتی کا انتظام خود کریں اور آپس میں تعلقات قائم کر سکیں۔ علاقے میں کسی قسم کی غیر ملکی فوج موجود نہیں ہونی چاہیے اور اسے تمام غیر ملکی فوجی اڈوں سے آزاد علاقہ قرار دیا جائے۔ لبنان سے شامی فوج کے انخلا کا بھی مطالبہ کیا گیا اور عراق کے خلاف منظور کی گئی سلامتی کونسل کی قراردادوں کو واپس لینے اور عراق کے خلاف بری، بحری اور فضائی کارروائیاں بند کرنے کا بھی مطالبہ کیا گیا۔

امریکہ نے عراق کی طرف سے کویت سے فوجی انخلا کے

**عراق کی مشروط پیش کش مسترد کر دی گئی**

مشروط اعلان کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ اس میں کوئی نئی بات نہیں بلکہ بعض نئی شرائط لگائی گئی ہیں۔ جمعہ کے روز واٹس ہاؤس کے ترجمان والٹر نے کہا کہ یہ پیش کش عراق کی طرف سے تاخیری حربہ بھی ہو سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ عراق کے فوجی ٹھکانوں پر اتحادیوں کے حملے جاری رہیں گے۔

(۲) برطانوی وزیر اعظم نے کہا کہ کویت سے واپسی کا اعلان غیر مشروط ہوتا تو یہ اچھی خبر ہوتی۔

(۳) بی بی سی کے مطابق اسلامی ممالک میں سے صرف ایران، اردن، لیبیا اور پاکستان نے اسے ان کی جانب ایک قدم قرار دیتے ہوئے عراقی پیش کش کا خیر مقدم کیا ہے۔ پی۔ ایل۔ او (یا سر عرفات) نے بھی اس پیش کش کی حمایت کی ہے۔ قاہرہ میں کویت، سعودی عرب، شام اور مصر، قطر، بحرین، اومان اور متحدہ عرب امارات سمیت آٹھ اسلامی ملکوں کے وزرائے خارجہ کے اجلاس نے اس تجویز کو غیر سنجیدہ کہتے ہوئے مسترد کر دیا ہے کیونکہ ان ممالک کے مطابق عراق کی اس پیش کش میں کویت سے نکلنے کے لیے ناقابل قبول شرائط عائد کی گئی ہیں۔

(۴) بھارتی اخبار "ٹائمز آف انڈیا" نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ عراق کی طرف سے مشروط طور پر کیت خالی کرنے کی پیشکش کو مسترد کر کے امریکی صدر جارج بوش نے ایک بھیاںک غلطی کی ہے۔ امریکہ پر الزام لگایا ہے کہ وہ مشرق وسطیٰ میں اپنی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔

(۵) سودیت یونین کے صدر میخائل گورباچوف نے اس امر پر یقین ظاہر کیا کہ صدر صدام حسین کو سیت سے اپنی فوجیں واپس بلانے کے لیے آمادہ ہیں۔

۱۹ فروری : بغداد پر ساری رات بموں کی بارش ہوتی رہی۔ جنوب مشرقی عراق کے پانچ شہروں پر بھی بمباری کی گئی۔ روسی جرنیلوں نے دھمکی دی ہے کہ عراقی عوام کا قتل عام بند کر دیا جائے۔ اتحادیوں کی بمباری سے عراق میں ۲۵ مساجد شہید ہو چکی ہیں۔ اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل پیریڈی کوئیٹا نے کہا کہ مجھے عراق کے شہری ٹھکانوں پر میزائلوں کے حملے سے سخت صدمہ ہوا ہے۔ اقوام متحدہ میں سودیت یونین کے سفیر نے کہا کہ یہ انتہائی افسوسناک امر ہے کہ جنگ کے میدان میں مقابلہ کے بجائے بے گناہ شہریوں کے قتل عام کا آغاز کیا گیا ہے۔

۱۹ فروری : امریکی صدر

بوش نے کہا ہے کہ سودیت

بوش نے جنگ بندی کا گورباچوف منصوبہ مسترد کر دیا

بین کا منصوبہ امن امریکہ کی امیدوں پر پورا نہیں اُترتا۔ انہوں نے نامہ نگاروں کو بتایا کہ وہ سودیت یونین کی درخواست کا احترام کریں گے کہ امکانات کا اچھی طرح جائزہ لینے کے لیے سودیت منصوبے کو ضعیفہ راز میں رکھا جائے تاہم انہوں نے یہ بات پھر دہرائی کہ عراق کے ساتھ تو کوئی بات حیت ہو سکتی ہے اور نہ اسے کسی طرح کی رعایت دی جاسکتی ہے۔ سودیت یونین نے کہا ہے کہ اس نے جو عراق کو امن منصوبہ پیش کیا ہے اس کی تفصیل اس وقت جاری کی جائے گی جب بغداد ان تجاویز کا جواب دے گا۔

دھماکوں سے شہر لرزاٹھا۔ متعدد کروڑوں

شہر کے اندر پھٹے۔ ۱۸ اور ۱۹ کی درمیانی

اتحادیوں نے بغداد پر پھر آگ برسائی

شب میں اتحادی فوجوں کے بمباریٹاروں نے بغداد شہر پر بمباری جاری رکھی۔ بغداد میں الرشید بڑیل کے قریب ۳۰ سے زیادہ دھماکے ہوئے۔ متحدہ عرب امارات کی فضائیہ بھی عراق کے خلاف



جنگ میں شامل ہو گئی ہے۔

سعودی وزیر دفاع کا بیان | نے کہا کہ خلیج میں قیام امن کے لیے ضروری ہے کہ عراقی

غیر مشروط طور پر کویت سے نکل جائے۔ یہ بات انہوں نے یہاں شاہ فہد کی طرف سے اسلامی کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے کی۔ انہوں نے کہا کہ خلیج میں قیام امن کے لیے عرب اسلامی اور اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی قراردادوں پر عمل درآمد کیا جانا چاہیے۔

۲۰ فروری: تین لاکھ سے زائد اتحادی

فوجیوں نے کویت عراق سرحد پر پٹرول

عراق نے اتحادیوں کا بڑا حملہ پسپا کر دیا

کر کے عراقی فوجوں پر حملہ کر دیا۔ عراقی فوجوں کی جوابی کارروائی سے اتحادی فوجی واپس سعودی عرب کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس حملے میں اتحادیوں کو زبردست جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا۔ اتحادیوں کو جنگی ہیلی کاپٹروں کی مدد بھی حاصل تھی۔ عراقی فوجوں نے سعودی عرب کی سرحد سے دور تک اتحادی فوجوں کا پیچھا کیا اور انہیں مار بھگا دیا۔

عراق کے میزائلوں نے تل ابیب پر تباہ کن ضربیں لگائی

تل ابیب پر تباہ کن حملے

ہیں۔ یہ بات عراق کے ایک فوجی ترجمان نے ایک بیان

میں کہی جو ریڈیو بغداد سے نشر کی گئی۔ ترجمان نے مزید کہا کہ صیونیت نے خلیج کے جھگڑے کو جنم دیا ہے اور یہ ہی عراق کے پیش کردہ امن منصوبے کو قبول کرنے کی راہ میں رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ عراقی مسلمان جنگ میں شامل تمام جنگی مجرموں سے بخوبی نپٹنے کا تہیہ کیے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے میزائلوں نے تل ابیب میں ہدفوں پر ٹھیک ٹھیک نشانے لگائے ہیں اور زبردست تباہی مچائی ہے۔

۲۲ فروری: عراق نے خلیج میں قیام

امن کے لیے سوویت یونین کے آٹھ

عراق کی کویت سے غیر مشروط انخلا پر رضامندی

نکاتی امن منصوبے کو قبول کر لیا ہے۔ سوویت یونین کے دارالحکومت میں آٹھ نکاتی منصوبہ کا اعلان کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ اس پر عراق اور سوویت یونین دونوں متفق ہیں اور یہ خلیج کے بحران کے ممکنہ حل کی بنیاد بن سکتے ہیں۔ امن منصوبہ میں کہا گیا ہے کہ عراق کویت سے اپنی فوجوں کی غیر مشروط

پہلے دایسی کا اعلان کرے۔ جنگ بندی کے فوراً بعد عراقی فوجوں کا انخلاء شروع کر دیا جائے۔  
دبوں کی مکمل دایسی کا وقت مقرر کر دیا جائے۔ جب عراق کی دو تہائی فوج کویت سے واپس چلی جائے  
وہاں پر لگائی گئی تمام پابندیاں ختم کر دی جائیں۔ فوجوں کی دایسی کے بعد اقوام متحدہ کی طرف سے  
وقت کے خلاف دیگر قراردادیں بھی کالعدم ہو جائیں گی۔

امریکہ نے روس کا امن منصوبہ پھر مسترد کر دیا | امریکہ نے سوویت یونین امن منصوبے  
کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ واسٹ

ہاؤس نے کہا ہے کہ اسے گورباچوف کے منصوبے کے بارے میں سنگین شکوک و شبہات لاحق  
ہیں۔ صدر بش نے روسی سربراہ گورباچوف سے ٹیلی فون پر ۳۳ منٹ کی گفتگو کے دوران اپنی  
تشویش کا اظہار کیا۔

۲۲ فروری: فرانس، بھارت، مصر، ناروے اور کینیڈا نے گورباچوف کے آٹھ لگاتی  
امن منصوبے کی حمایت کی ہے۔ یورپی برادری کے ۱۲ میں سے ۹ ملکوں نے بھی اس منصوبے  
کی تائید کی ہے۔ ادھر عراقی انقلابی کونسل نے رات ڈیڑھ بجے اعلان کیا کہ صدر صدام نے  
سوویت یونین کا نظرتانی شدہ امن منصوبہ منظور کر لیا ہے۔ انقلابی کونسل نے صدر بش کے منصوبے  
امن اور الٹی میٹم کو مسترد کر دیا۔

۲۲ فروری بروز ہفتہ: خلیج کی جنگ بندی کی تمام کوششوں کی ناکامی کے بعد صدر بش نے  
کویت کو آزاد کرنے کے لیے فیصلہ کن زمینی حملے کا حکم دے دیا۔ اتحادی فوجوں کے پیدل دستے  
پانچ مقامات پر عراق اور کویت کی حدود میں داخل ہو گئے اور کویت میں تیل کی فراہمی کا اڈہ قائم  
کر لیا۔ اتحادی طیاروں نے کویت میں عراقی ٹھکانوں پر نیپام بموں کی بارش کر دی اور توپ  
خانے سے بھی گولہ باری کی۔ یہ زمینی جنگ انتہائی قیامت خیز ہے جس میں لاکھوں فوجی،

ہزاروں ٹینک، طیارے، بردار تباہ کن بحری جہاز بیک وقت استعمال کیے جا رہے ہیں  
عراق نے کہا کہ اس کی افواج زمینی حملے کا بھرپور مقابلہ کریں گی۔ عراق نے آج بھی سعودی عرب  
اور اسرائیل پر اسلحہ میزائلوں سے حملے کیے۔ عراق نے سعودی عرب پر بھی دو اسلحہ میزائل  
پیش کیے۔ کویت میں عراقی فوجوں نے کئی اور کنوئوں کو آگ لگا دی ہے۔ اب تک کویت میں تیل کے ایک سو اسی



کنوئیں جل رہے ہیں۔

۲۲ فروری - اقرار۔ اتحادی ذرائع کے مطابق امریکہ - سعودی عرب - برطانیہ - فرانس اور دیگر ممالک کی فوجیں پیش قدمی کر کے کویت میں ۳۰ کلومیٹر اندر جا چکی ہیں۔ ریڈیو بغداد نے بتایا کہ عراقی افواج نے اتحادیوں کے زمینی حملے کو بڑی طرح پسپا کر دیا ہے اور اتحادیوں کو اتنی بڑی تعداد میں ہلاک کیا ہے کہ ان کی لاشیں سعودی کویتی سرحد پر ٹکھیلوں کی طرح پڑی ہوئی ہیں۔ اتحادی افواج کے امریکی کمانڈر جنرل نارمن نے کہا کہ زمینی حملے میں اتحادی افواج نے پہلے دن اپنے تمام مقاصد حاصل کر لیے ہیں اور ساڑھے پانچ ہزار عراقی فوجیوں کو قیدی بنالیا گیا ہے۔ صدر صدام نے ریڈیو پر عوام سے خطاب میں کہا کہ عراق کو کسی کی بھینٹ چڑھنے نہیں دیا جائے گا۔ جب تک جان میں جان ہے جنگ کریں گے تاکہ امریکی صدر بش کو پتہ چل جائے کہ عراق ایک فاتح اور بہادر قوم ہے۔ صدر صدام نے آیت نَصْرُكَ مِنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ پڑھی۔ صدام نے کہا کہ امریکی صدر بش اور اس کے اتحادیوں نے زمینی حملے کا آغاز کر کے دھوکا دہی کا ارتکاب کیا ہے۔ جب اس بات کا فیصلہ ہو چکا تھا کہ سلامتی کونسل روس کے امن منصوبے کے بارے میں غور کرے گی، بش اور اس کے ایجنٹ فہد اور ان کے دوسرے حامیوں نے شرمنگ جرم اور جارحیت کا ارتکاب کیا ہے ریڈیو بغداد نے کہا کہ عراق الغامی بانڈ نہیں بیروا زرم - دقار اور فخر کی زمین ہے۔

سودیت یونین کی طرف سے کہا گیا ہے کہ

روس نے بھی عراق کا ساتھ چھوڑ دیا۔

عراق کو کویت سے نکالنے کے لیے وہ

اتحادی فوجوں کے زمینی حملے کی مذمت نہیں کریں گے۔ روسی ترجمان نے کہا کہ دنیا امن کی تلاش میں ناکام رہی۔ مذاکرات کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا گیا ہے۔ عراق نے جنگ خود قبول کی ہے۔ ۲۵ فروری: اتحادی جنرل نارمن نے دعویٰ کیا کہ عراق کی اگلی دفاعی لائن کو روکنا

گیا ہے اور عراق کا سخت جانی نقصان ہوا ہے اور آٹھ ہزار عراقی فوجیوں کو جنگی قیدی بنا لیا گیا ہے جن میں سے ساڑھے پانچ ہزار امریکی فوج نے، دو ہزار مصری فوج اور ایک ہزار فلسطینی فوج نے قید کیے ہیں۔ جنرل نارمن نے اعتراف کیا ہے کہ عراقی فوج کویت شہر میں امریکی فوج کی سخت مزاحمت کر رہی ہے۔ ادھر بغداد ریڈیو نے اعلان کیا کہ کویت سٹی پر برطانوی فوج کا

حد پسا کر دیا گیا۔ سیکورٹل ٹینک تباہ اور بڑی تعداد میں فوجی ہلاک اور زخمی کر دیے گئے۔ جنگ طویل ہوئی۔ اتحادیوں کو ان کے خون میں نہلا دیا جائے گا۔ اتحادی غلط پروپگنڈا کر رہے ہیں۔ صدر صدام نے ریڈیو پر عوام سے دو مرتبہ خطاب کیا۔

**عراق نے کویت شہر خالی کر دیا** | ۲۶ فروری۔ سلامتی کونسل میں عراقی نمائندے نے بیان کیا کہ میرا ملک فوج واپس بلارہا ہے اور جنگ

بندی چاہتا ہے۔ صدام کے ڈرامائی اعلان کے بعد عراقی فوجیں تیزی کے ساتھ کویت سے جانا شروع ہو گئیں۔ اتحادی کانٹروں نے انخلاء کی تصدیق کر دی۔ واپس جاتی ہوئی عراقی افواج پر اتحادی طیاروں کے حملے۔ عراقی فوجیں ہتھیار بھی اپنے ساتھ لے جانے کی کوشش کر رہی ہیں۔ ادھر صدر بش نے اعلان کیا ہے کہ جنگ جاری ہے گی۔ صدام حسین کو امن سے کوئی دل چسپی نہیں۔ انہوں نے اپنی جارحیت پر افسوس نہیں کیا۔ وہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح اپنا بچا کھچا اقتدار اور قوت بچالیں۔ انہیں اس میں مایوسی ہوگی۔ عراقی قیادت کو عالمی ادارے کی قراردادیں تسلیم کرنے کا باضابطہ اعلان کرنا ہوگا۔

**ریاض** | مغربی فوجی ذرائع کے مطابق اتحادی افواج نے مغربی عراق میں عراقی فوج کے فرار ہونے کے تمام راستوں پر کنٹرول حاصل کر کے اسے مکمل طور پر گھیرے میں لے

لیا ہے۔

**حکومت پاکستان** | حکومت پاکستان نے عراقی حکومت سے کویت سے انخلاء کے متعلق

فیصلے کا خیر مقدم کیا ہے۔ اس فیصلے کا اعلان آج بغداد ریڈیو سے عراقی قیادت کے حوالے سے کیا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ عراق نے سلامتی کونسل کی قرارداد نمبر ۶۶۰ کی روشنی میں کویت پر قبضہ سے قبل یکم اگست ۱۹۹۰ء کی پوزیشنوں پر جانے کا فیصلہ کیا ہے۔

**ایران** | ایران کے صدر رفسنجانی نے بھارت کے سابق وزیراعظم راجیو گاندھی سے ملاقات کے دوران کہا کہ عراقی افواج کے انخلاء سے امن کے قیام میں مدد ملے گی مگر امریکہ

کی طرف سے صدام کا تحفہ اٹھانے کے اصرار پر بحران کی شدت میں اضافہ ہوگا۔ ایرانی صدر نے عراقی افواج کے کویت سے تاخیر سے انخلاء کو عراقی قیادت کے غلط انداز سے قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ صدر



صدام کی غلطی کی وجہ سے بڑی طاقتوں کو علاقے کے ممالک کے معاملہ میں کھل کر دخل اندازی کا موقع مل گیا۔ پہلے نے کہا کہ جب تک امریکہ کی مرضی پوری نہ ہوگی حالات مزید خراب ہوں گے۔

اسرائیلی ریڈیو کے مطابق فوجی ذرائع سے اطلاع ملی ہے کہ کویت سے عراق کی جانب **یہودی** واپسی کو ہرگز قبول نہ کیا جائے کیونکہ اس سے صدام حسین کی عسکری شکست سیاسی فتح میں بدل جائے گی۔ نیز یہ اقدام عراق اور روس کے مشترکہ امن منصوبے کو تسلیم کرنے کے مترادف ہوگا۔ عراق اپنی شکست کا اعتراف کرے اور عراقی فوج کو غیر مسلح کیا جائے، کویت سے عراقی افواج کا انخلا غیر مشروط ہونا چاہیے اور عراق اقوام متحدہ کی منظور کردہ ۱۲ قراردادوں پر عمل کرے۔

۲۷ فروری - ڈانٹ ہاؤس نے عراق کی جانب **عراق نے تمام قراردادیں منظور کر لیں** سے اقوام متحدہ کی ۱۲ قراردادیں منظور کرنے

کے اعلان کے بعد بھی جنگ بندی سے انکار کر دیا۔ بغداد ریڈیو نے اعلان کیا ہے کہ عراق نے کویت پر اپنا دعویٰ ترک کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ وہ جنگ بندی کے عوض تادان جنگ کی ادائیگی پر غور کے لیے بھی تیار ہے۔ اگر اقوام متحدہ جنگ بندی کا انتظام کرے تو عراق جنگی قیدی رہا کر دے گا۔ عراق نے یہ پیش کش بغداد میں سودیت سفارت خانہ کے ذریعہ اقوام متحدہ کے جنرل سیکریٹری کو تیار کے نام بھجوائے گئے ایک خط میں کی ہے۔

۲۸ فروری - امریکہ کے صدر بش نے خلیج میں موجود اتحادی کاٹرولر **جنگ بند ہو گئی** کو حکم دیا ہے کہ وہ خلیج میں عالمی دقت کے مطابق پانچ بجے

فوجی کارروائیاں معطل کر دیں۔ انہوں نے کہا کہ زمینی جنگ شروع ہونے سے ٹھیک ۱۰۰ گھنٹوں کے بعد یہ اعلان کرتے ہوئے خوشی محسوس کر رہا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ کویت آزاد ہو گیا ہے اور امتدادی فوجوں نے اپنے مقاصد حاصل کر لیے ہیں۔ عراق نے بھی جنگ بندی کا اعلان کر دیا اور سعودی عرب نے بھی جنگ بندی کے اعلان کی حمایت کر دی ہے۔

یکم مارچ: عراق کے صدر صدام حسین نے الجزائر سے سیاسی **صدام حسین کی سیاسی پناہ** پناہ کی درخواست کی اور الجزائر کے حکام اتحادیوں سے یقین

مامل کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں کہ وہ عراقی رہنما کا بیچا نہیں کریں گے۔ اس امر کا انکشاف فرانسیسی اخبار "لی مانڈ" نے کیا ہے۔ اخبار کے مطابق حکام اس سلسلے میں اتحادیوں کی کمان سے رابطہ کر رہے ہیں۔

۲ مارچ: برطانیہ کی وزارتِ دفاع کے دعویٰ کے مطابق خلیج کی جنگ میں عراق کے جنگی قیدیوں کی تعداد پونے دو لاکھ ہے۔ وزارتِ دفاع کے ذرائع نے کہا کہ عراقی فوجیوں نے اتنی بڑی تعداد میں ہتھیار ڈالے کہ اتحادی فوج کے لیے پیش قدمی جاری رکھنا مشکل ہو گیا۔ ذرائع کے مطابق عراق کے صرف چھ بریگیڈیئر ہتھیاروں سمیت فرار ہونے میں کامیاب ہوئے ہیں اور عراق کے ساڑھے تین ہزار ٹینک اور دو ہزار دوسری فوجی گاڑیاں تباہ کی گئیں۔ پاکستان ٹیلی ویژن کے مطابق عراق کے صرف تین سو ٹینک بچے ہیں۔ ہلاک اور زخمی ہونے والے فوجیوں کی تعداد ۸۵ ہزار ہے۔

۳ مارچ: جنوبی عراق میں باغی

صدام کے حامیوں اور مخالفین میں شدید لڑائی | گروہوں اور حکومت کے وفادار

فوجیوں کے درمیان شدید لڑائی ہو رہی ہے۔ بصرہ میں ایک گروہ نے جیل خانوں، پولیس اسٹیشنوں اور حکمران پارٹی کے دفاتر پر حملے کیے ہیں۔ دریائے فرات کے کنارے آباد شہر نصیبیہ کے علاوہ دیگر عراقی شہریوں سے فوج اور باغیوں کے درمیان جھڑپوں کی اطلاعات ملی ہیں۔ ریڈیو تہران نے بتایا ہے کہ عراق میں مسلمانوں نے بصرہ کا کنٹرول اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ بصرہ میں عراقی فوجیوں نے فوج کے اعلیٰ افسران اور عراقی بعث پارٹی کے سرکردہ افراد کی نامعلوم تعداد کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ بی بی سی کے مطابق جنوبی عراق میں صدر صدام حسین کے حامیوں اور ان کے مخالفوں کے درمیان جھڑپوں میں صدر صدام حسین کا ایک بیٹا بھی مارا گیا ہے۔ دمشق میں صدام حسین کے مخالفین کا کہنا ہے کہ انہوں نے بصرہ پر اپنا مکمل کنٹرول قائم کر لیا ہے۔ اور بصرہ میں گورنر میئر۔ پولیس سربراہ کو بھی قتل کر دیا گیا ہے (بعد کی خبروں سے معلوم ہوا کہ صدام کا بیٹا قتل نہیں ہوا)

روزنامہ "پاکستان" لاہور نے ۵ مارچ میں

شیعہ آبادی اور فوج میں جھڑپیں | شیعہ انقلاب کا آغاز کے عنوان



کے تحت اطلاع دی ہے کہ: عراق میں حکومت کے مخالف شیعہ گردپوں اور اپوزیشن گردپوں نے جنوبی عراق کے کئی علاقوں اور شہروں کا کنٹرول سنبھال لیا ہے۔ اطلاعات کے مطابق بصرہ میں شیعہ گردپوں اور حکومت کی حامی فوجوں کے درمیان زبردست جھڑپیں ہو رہی ہیں۔ بی بی سی کے مطابق عراق سے آنے والے پناہ گزینوں نے عراق میں انقلاب کے آغاز کی اطلاعات بھی دی ہیں۔ عراق میں بعث پارٹی کے ارکان اور ری پبلکن گارڈز کے درمیان بھی جھڑپیں ہونے کی اطلاعات ملی ہیں جن میں سینکڑوں افراد ہلاک ہو گئے۔

عراق اور اتحادی کمانڈروں کے

درمیان جنگ بندی کے لیے مذاکرات

### اتحادی کمانڈروں اور عراقی کمانڈروں کے مذاکرات

عراق کے سرحدی شہر صفوان میں شروع ہو گئے ہیں۔ اتحادی فوجوں نے جگہ کے بارے میں مکمل ادراک سے کام لیا۔ آخر تک عراقی کمانڈروں کو یہ معلوم نہیں ہونے دیا گیا کہ بات چیت کہاں ہوگی۔ ان سے اتنا کہا گیا کہ وہ فلاں جگہ پہنچ جائیں۔ جب عراقی کمانڈروں کو ہال پہنچے تو وہاں سے انہیں فوجی گاڑیوں میں صفوان پہنچا دیا گیا اور ایک خیمے میں لے جایا گیا جس کے ارد گرد ٹینک تھے۔ اتحادی طیارے دیکھ بھال کے لیے فضا میں پرواز کرتے رہے۔ ٹیلی ویژن پر منظر دیکھنے والوں نے بتایا کہ عراقی کمانڈر اتحادی جرنیلوں کے سامنے مغموں بیٹھے تھے۔ اتحادی اور عراقی کمانڈروں کے درمیان مذاکرات میں تمام امور پر مفاہمت ہو گئی ہے جس میں تمام جنگی قیدیوں کی رہائی کا مطالبہ بھی ہے۔ عراق تمام جنگی قیدیوں، ۱۰ ہزار کویتی شہریوں اور تمام ہلاک ہونے والوں کی لاشوں کو واپس کرے گا اور تمام بارودی سرنگیں ہٹا دے گا۔

خلیجی جنگ لاکھوں افراد کی ہلاکت اور کویت اور عراق کو برباد کرنے کے بعد ختم

### تبصرہ

ہو گئی ہے۔ اس جنگ کے مختلف پہلوؤں کے پیش نظر اس میں اختلاف رائے کی گنجائش تھی کیونکہ ۲ اگست ۱۹۹۰ء کو عراق کا کویت پر قبضہ بالکل ناجائز تھا۔ اس پہلو سے عراق کی مخالفت ضروری تھی لیکن دوسرے پہلو سے کہ اتحادی فوجوں نے ۱۴ جنوری کو کویت اور عراق پر حملہ کر دیا اور عراقی فوجوں کے مقابلے میں اتحادی فوجیں تھیں جس کی کان ایک امریکی جنرل نارمن کے ہاتھ میں تھی اور امریکی فوج اور اس کی جنگی قوت بھی سب سے زیادہ تھی،

اور امریکی صدر جارج بش کے حکم کے تحت ہی یہ جنگ لڑی جا رہی تھی گویا کہ امریکہ کا فرادر مسلم عراق کا باہمی مقابلہ تھا اس لیے پُر جوش مسلمانوں نے پاکستان میں عراقی صدر صدام حسین کی حمایت کی اور اس جنگ کو اسلام اور کفر کا معرکہ قرار دیا اور صدام حسین کی حمایت میں بڑے بڑے جلسوں نکالے گئے۔

(۲) چونکہ حکومت پاکستان بہ نسبت عراق کے سعودی حکومت کی حامی تھی اس لیے حزب اختلاف کے شکست خوردہ لیڈروں نے زیادہ تر وزیراعظم نواز شریف کی مخالفت کی بنا پر ان احتجاجی جلسوں کی حمایت اور قیادت کی۔ مثلاً نواز بڑاڑہ نصر اللہ خان اور ایئر مارشل اصغر خان وغیرہ اور مولانا شاہ احمد نورانی جنگ سے پہلے عراق کا دورہ کر کے آئے تھے اور وہ سعودی حکومت کے اس لیے مخالف تھے کہ وہاں ان کے داخلے پر پابندی ہے۔ ان کے علاوہ پروفیسر طاہر القادری کو بھی سابقہ الیکشن میں عظیم الشان ناکامی کے بعد میدان میں آنے کا موقع مل گیا اور انہوں نے بھی جلوس نکالا۔ (۲) شیعوں نے بھی صدام کی حمایت میں بڑے بڑے چڑھ کر حصہ لیا اور امریکہ مردہ باد اور صدام زندہ باد کے نعرے لگائے اور صدام کے فوٹوں کی بھی اشاعت کی۔ حالانکہ شیعہ امام خمینی نے عراق ایران کی جنگ میں صدر عراق صدام حسین کو واضح طور پر کافر قرار دیا تھا اور ساری شیعہ قوم صدام کو کافر کہتی رہی ہے تو اب صدام زندہ باد ان کی زبانوں پر کیسے آگیا۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ بہ نسبت صدام کے شاہ فہد کے زیادہ مخالف ہیں۔ چنانچہ ۱۴۰۷ھ کے موقع پر ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ ایرانیوں نے مکہ معظمہ میں توڑ پھوٹ کا منصوبہ بنایا تھا۔ خمینی صاحب کی بڑی بڑی تصاویر کا مظاہرہ کیا۔ سعودی سکیورٹی فورس پر جارحانہ حملہ کیا جس کے نتیجے میں سینکڑوں افراد ہلاک ہو گئے جس کی تفصیل ہم نے مدرسہ اظہار الاسلام حیدرآباد کی سالانہ روئداد ۱۴۰۸ھ میں شائع کر دی ہے۔

یہ فسادات دراصل متمید تھے حرمین شریفین پر قبضہ کرنے کے لیے، کیونکہ شیعوں کا عقیدہ ہے کہ حضور خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کا حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تھا لیکن صحابہ کرام نے ان کو نظر انداز کر کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ تسلیم کر لیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت تک قریباً ۲۵ سال حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت سے محروم رکھا۔ اسی بنا پر وہ کلمہ اور اذان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے ان کلمات کا اعلان کرتے ہیں۔ "علی ولی اللہ وصی رسول اللہ"



خلیفۃ بلا فصل۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے خلافت کی وصیت کی اور وہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد متصل (بلا فصل) خلیفہ ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ آج تک حرین شریفین پر شیعوں کا قبضہ نہیں ہو سکا۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ہم غاصبوں سے حرین شریفین کو لے لیں۔ چنانچہ خمینی دور میں ان کو امید تھی کہ حرین شریفین پر شیعوں کا قبضہ ہو جائے گا۔ چنانچہ عتیق الرحمن صاحب سنبھلی نے دورہ ایران کے تاثرات بیان کرتے ہوئے ایرانی شیعوں کا یہ ترانہ لکھا ہے۔

اللہی اللہی تا انقلاب مہدی خمینی را نگاہ دار اللہی اللہی حتی ظهور مہدی احفظنا الخ  
یعنی اے اللہ اے اللہ امام مہدی کا انقلاب آنے تک خمینی کی حفاظت فرما۔ اے اللہ اے اللہ امام مہدی کے ظہور تک خمینی کو سلامت رکھ۔ ایک بمیز پر یہ لکھا ہوا تھا۔ مستحکم و مستدام حتی نسترد من ایدی المغتصبین القدس والمکعبۃ والجولان۔ ہم متحد ہوں گے اور جنگ آزمودہ گے یہاں تک کہ غاصبوں کے قبضے سے بیت المقدس، کعبہ اور جولان واپس لے لیں۔ شیعوں کا صدر صدام کے تہ دل سے حامی نہیں تھے۔ تقیہ کے طور پر وہ بظاہر صدام کے حامی بنے رہے اور اب جب صدام ایک تاریخی عظیم شکست سے دوچار ہوا ہے تو اب عراق میں اس کا تختہ الٹا چلتے ہیں۔ چنانچہ بعثیوں: عراق کے فرعون صدام کا بت گر رہا ہے۔ ہفت روزہ رضا کار میں لکھتے ہیں خلیج فارس کے خطے میں ایک بار پھر امریکی بالادستی کا خواب چکنا چور ہو رہا ہے اور امریکہ خود کرسیاں شکست کے زور پر محسوس کر رہا ہے۔ عراق کی مکمل تباہی انسانی جاذب کے لیے بے پناہ ضیاع سے زخم خوردہ اور صدام کے ظلم و ستم سے اکتائے ہوئے عراق کی حالت زار سے مشتعل اور غیض و غضب سے آگ بگولا عوام سڑکوں پر نکل آئے ہیں اور وہ عراق کے اس فرعون پر آخری ضرب لگانے کے لیے سر پر کفن باندھ کر تیار ہو گئے جس سے بعث پارٹی کا اقتدار اب آخری سانس لیتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ عوامی سیلاب نے سالہا سال سے پابند و اور رس انقلابی نوجوانوں کو بہت سے شہروں میں جلیوں کی دیواریں توڑ کر رکھ دیا ہے اور کربلا و نجف سمیت متعدد شہروں کو بعثیوں سے آزاد کر دیا ہے۔ ادھر بڑے شیطان امریکہ کو عراق میں عوام رائے عامہ کے ذریعے اسلامی قوتوں کے برابر اقتدار آنے کے خیال سے بہت زیادہ پریشانی لاحق ہو گئی ہے۔

اور وہ اسے علاقے میں ایران کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کی علامت سمجھ کر وحشت زدہ ہو گیا ہے چنانچہ اس کی پیشبندی کے لیے امریکہ نے جہاں عرب ملکوں کی خلیجی تعاون کونسل کے چھ ملکوں کے ساتھ معر اور شام کو شامل کر کے ایران کے خلاف ایک علاقائی اتحاد تشکیل دینے پر کام شروع کر دیا ہے وہاں اتحادی افواج کے سربراہوں کے لیے صدام حکومت کو بچانے کی ہدایات جاری کر دی ہیں۔ — ادھر عراقی کردوں نے بعض علاقوں پر مکمل تسلط حاصل کر لیا ہے اور کردستان کے انتظامی مرکز اربل پر قبضہ کر لیا ہے۔ انقلاب اسلامی عراق کی مجلس اعلیٰ کے سربراہ حجۃ الاسلام سید باقر الحکیم طباطبائی نے عراق کو حصوں بخروں میں تقسیم ہونے سے بچانے کے لیے صدام کے خلاف تمام مزاحمتی دھڑوں کا بیروت میں ایک اہم اجلاس طلب کر لیا ہے۔ (بہفت)

(بہفت روزہ رضا کار لاہور ۸ مارچ ۱۹۹۱ء)

(۲) ایرانی پارلیمنٹ کے سپیکر ممدی کردبی نے اپنے گزشتہ چار روزہ دورے کے دوران خانہ جنگی جمہوریہ ایران لاہور میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ: امام خمینی نے جس انقلاب کی بنیاد رکھی تھی آج اس کے اثرات مصر، مراکش، تیونس، اردن، لبنان اور فلسطین میں مشاہدہ کیے جاسکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مغربی دنیا جسے بنیاد پرستی کہتی ہے وہ اسلامی تحریک ہے۔ اور اسلام کی تجدید حیات کی تحریکوں نے امریکی مفاد کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔ آقائے ممدی کردبی نے کہا: حسنی مبارک، شاہ حسن اور شاہ فہد حبسی رجعت پسند حکومتوں نے لادینیوں کو اپنی سرگرمیوں کو جاری رکھنے کی اجازت تو دے رکھی ہے مگر اسلام کی تجدید حیات کی تحریکوں پر قدغن عائد کر رکھی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسرائیلی وزیر خارجہ نے کہا تھا کہ دنیا کی تمام اسلامی تحریکوں کا مرکز تہران ہے اور اسے ختم ہونا چاہیے۔ مسلمانوں کے خلاف تمام سازشوں کا سرغنہ امریکہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام خمینی نے کہا تھا کہ ہمارا اصلی دشمن امریکہ ہے۔ امریکہ سب سے بڑا شیطان ہے۔ انہوں نے کہا کہ عراق نے کویت پر جارحیت کر کے غلطی کی اور امریکہ کی نوکر حکومتوں سعودی عرب وغیرہ نے امریکہ کو بلایا۔ الخ (ایضاً بہفت روزہ رضا کار ۸ مارچ ۱۹۹۱ء)۔

(۳) ایران کے موجودہ رہبر علی خامنہ ای نے تہران میں امام العصر والزمان (یعنی امام ممدی) کے لادنیوں میں خطاب کرتے ہوئے خلیجی جنگ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ: امریکہ بدترین وحشی ملک اور



اس کا صدر سب سے زیادہ قابلِ نفرت شخص ہے۔ انہوں نے کما کر خلیج کے حکمران لوگوں کے دلوں میں اپنی جگہ بنانے کے لیے اربوں ڈالر پراپیگنڈہ پر خرچ کر رہے ہیں جبکہ آج مسلم اتر کے وہی احسان ہیں جن کا اظہار گزشتہ بارہ سالوں سے ایرانی عوام "مردہ باد امریکہ" کے نعرے کے ساتھ کر رہے ہیں۔ انہوں نے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو تاریخ کے سب سے بڑے ظالم۔ قس القب اور جارح قرار دیا ہے۔ انہوں نے کما کر عراقی حکمرانوں نے اپنے دورِ حکومت میں عراقیوں کو بے پناہ مصائب میں مبتلا کیے رکھا۔ اس نے پہلے ایران کے ساتھ ایک طویل جنگ میں عراقی عوام کو الجھائے رکھا۔ اس کے بعد اپنے عوام کو امریکہ، برطانیہ اور فرانس کی وحشیانہ بمباری اور میزائلوں کے سفکا کا حل کرنے سامنے ڈال دیا۔ انہوں نے صدام کو عراق کا ناسور قرار دیا اور کما کر صدام نے اپنے جنون اور شخصی اقتدار کی خامیوں، محرومیوں اور غیر منطقی جذبات میں اپنی قوم کو تباہ کر ڈالا۔ انہوں نے

کما کر ایسے شیطان اور کمزور حکمران جو ہمارے علاقے میں کم نہیں ہیں لوگوں پر حکمرانی کرنے کی قابلیت نہیں رکھتے اور اس قسم کے حکمران قوم کے لیے بد بختی کا باعث ہیں۔ (ایضاً رضا کار ۸ مارچ ۱۹۹۱ء)

ایران کے رہبر خامنہ ای، ایرانی پارلیمنٹ کے سپیکر ممدی کرובی وغیرہ تمام شیعوں کے نزدیک جہاں امریکہ بڑا شیطان ہے صدام چھوٹا شیطان ہے حالانکہ صدام نے امریکہ کے خلاف جنگ لڑی ہے لیکن شیعہ ترکشی کے بھی نہیں۔ وہ مختلف طریقوں سے اپنی شیعیت کا فروغ چاہتے ہیں لیکن صدام کی کم عقلی کی یہ حد ہے کہ اس نے ۱۹۸۰ء تا اگست ۱۹۸۸ء ایران کے ساتھ سخت جنگ لڑی ہے۔ اس جنگ میں پندرہ لاکھ افراد ہلاک ہوئے ہیں لیکن اس خلیجی جنگ میں مبتلا ہونے کی وجہ سے صدام نے ایران کے تمام مفتوحہ علاقے واپس کر دیے اور دریائے شط العرب پر بھی ایران کا حق تسلیم کر لیا ہے جس کی بنا پر اس نے ایران سے جنگ چھیڑی تھی اور پھر اس خلیجی جنگ میں اس نے ایران کو ہی قابلِ اعتماد دوست سمجھا۔ اپنے سینکڑوں گھیسے ایران میں ہی محفوظ کیے اور ان سے ہی مشاورت کرتا رہا۔ عراق کا عیسائی وزیر خارجہ غازیبار ایران اور روس کے چکر لگاتا رہا۔ صدام کی اس دوستی کا صلہ ایران نے یہ دیا کہ اب اس کو شیطان قرار دیا جا رہا ہے اور اس کے بچے کچھے اقتدار کو بھی ختم کرنا چاہتا ہے۔ ان

اس خلیجی جنگ کے دوران پاکستان کے وزیر اعظم میاں نواز شریف  
**وزیر اعظم پاکستان** نے جو امن مشن پیش کیا ہم نے اس کی تائید کی ہے۔ ان کے امن مشن

کے نکات حسب ذیل ہیں : (۱) عام جنگ بندی کا اعلان اس بنیاد پر کہ عراق کویت سے اپنی فوجیں  
 واپس بلانے پر رضامندی کا واضح اظہار کرے۔ (۲) جنگ بندی کے فوراً بعد خلیج سے تمام  
 بیرونی افواج واپس چلی جائیں۔ خلیج کے خطے کے تحفظ کا نظام خود اس خطے کے ملک کو قائم کرنا  
 چاہیے۔ (۳) اسلامی کانفرنس کا ایک ہنگامی اجلاس بلایا جائے جو موجودہ بحران کے تمام پہلوؤں  
 پر غور کرے اور ایک متفقہ لائحہ عمل تیار کرے۔ (۴) متاثرہ علاقوں میں ایک بین الاقوامی فوج کی  
 تعیناتی کا انتظام کیا جائے (۵) اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عملدرآمد محض کویت کے مسئلے تک محدود  
 نہ کیا جائے بلکہ کشمیر اور فلسطین پر بھی اقوام متحدہ کی منظور شدہ قراردادوں پر اسی شد و حد کے ساتھ  
 عملدرآمد کیا جائے۔ (۶) جب تک جنگ بندی نہیں ہو جاتی تمام مقامات مقدسہ کو خواہ وہ سعودی

عرب میں ہوں یا عراق میں فوری طور پر Peace Zone (امن کا خطہ) قرار دیا جائے تاکہ ان  
 کی بے حرمتی کا کوئی خدشہ نہ رہ جائے (روزنامہ "مرکز" اسلام آباد۔ ۵ فروری ۱۹۹۱ء) اس چھ نکاتی  
 امن مشن کو لے کر وزیر اعظم پاکستان نواز شریف نے خلیجی جنگ کے دوران اپنے آپ کو خطے میں ڈال  
 کر بڑی دلیری سے متعلقہ ملکوں کے دودورے کیے۔ (۱) پہلا دورہ ایران، ترکی، شام، اردن

سعودی عرب کا تھا۔ (۲) دوسرا دورہ لیبیا، تونس، الجزائر، مراکش اور طائف کا تھا۔ اس  
 سفر میں وہ جینوا بھی گئے۔ ان دوروں کی تفصیلات اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں۔ وزیر اعظم کے دورہ  
 ایران کے متعلق اخبارات میں یہ بیان شائع ہوا ہے کہ : آیت اللہ روح اللہ الموسویٰ خمینی نے ساری  
 اسلامی اصولوں پر سودے بازی نہیں کی۔ انہوں نے ایران میں کامیابی سے اسلامی انقلاب برپا کیا۔

ان کا یہ کردار تاریخ میں آنے والی نسلوں کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہو گا۔ یہ تاثرات وزیر اعظم نواز شریف  
 نے منگل کو تم کے دہانے کے دوران آیت اللہ خمینی کے مزار پر پھولوں کی چادر چڑھانے اور فاتحہ خوانی  
 کے بعد ہماڑوں کی کتاب میں قلمبند کیے۔ وزیر اعظم نے لکھا کہ آیت اللہ خمینی کے مزار پر حاضری دینا ان کے  
 لیے بڑے اعزاز کی بات ہے کیونکہ وہ اسلامی جمہوریہ ایران کے بانی تھے۔ انہوں نے اسلامی انقلاب کو  
 کامیابی سے مکمل کیا۔ وزیر اعظم مہر آباد ایئرپورٹ سے سہلی کا پٹر کے ذریعے سیدھے امام خمینی کے مزار  
 پر ان کی تعلیمات کی شمع تمام مسلمانوں کی رہنمائی کرتی ہے گی



واقعہ تم گئے۔ دی وی آئی پی سیل کاٹر میں وزیر اعظم کے ساتھ وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب خان، وزیر مواصلات، غلام مرتضیٰ جتوئی، وزیر خوراک و زراعت لیٹینٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبد المجید ملک، وزیر پٹرولیم و قدرتی وسائل چودہری نثار علی خان، وزیر اعظم کے مشیر برائے دفاع سید اجلال حیدر زبیدی، وزیر اعظم کے مشیر برائے اطلاعات و نشریات شیخ رشید احمد الخ (جنگ راولپنڈی ۲۳ جنوری ۱۹۹۱ء)

وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف بظاہر مسلک اہلسنت والجماعت سے تعلق رکھتے ہیں لیکن ایرانی انقلاب کے بانی خمینی صاحب کے جس انقلاب کو انہوں نے خراج عقیدت پیش کیا ہے یہ مذہب اہلسنت والجماعت کے اصول..... کے بالکل خلاف ہے۔ سنی مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قرآنی وعدہ استخلاف کے مطابق بالترتیب امام المفلح حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم برحق خلفائے راشدین ہوتے ہیں۔ اسی عقیدہ کی بنا پر اہل سنت والجماعت میں حق چار یار کی اصطلاح رائج ہے لیکن شیعہ پہلے تین خلفاء راشدین کی نہ صرف خلافت راشدہ کی بلکہ اپنے عقیدہ امامت کی بنا پر ان کے ایمان کی بھی نفی کرتے ہیں اور ان کے من گھڑت عقیدہ امامت کا منکران کے نزدیک کافر ہے العیاذ باللہ۔ اپنے اسی عقیدہ امامت کی بنا پر انہوں نے کلمہ اسلام اور اذان میں خلیفۃ بلا فصل کا خود ساختہ اضافہ کر لیا جس سے دراصل ان کا مقصد خلفائے راشدین ثلاثہ کے خلاف ایک جارحانہ اعلان ہے اور خمینی صاحب اثنا عشری شیعوں کے نزدیک نائب امام مہدی ہیں اور خمینی نے بھی اپنی کتاب "کشف الاسرار" میں ایک مستقل عنوان ہی یہ قائم کیا ہے: مخالفتائے ابوبکر باقران یعنی (حضرت) ابوبکر نے قرآن کی مخالفتیں کی ہیں اور پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی یہ عنوان قائم کیا ہے: مخالفت عمر باقران خدا یعنی حضرت عمر نے بھی قرآن کی مخالفت کی ہے۔ ایران کی چھپی ہوئی کتاب حق الیقین ص ۵۲، پر ہے: "تذکرہ قائم علیہ السلام ظاہری شہود پیش از کفار ابتداء بنیائیں خواہد کرد با علمائے ایشاں و ایشاں را خواہد کشت۔ جس وقت قائم (یعنی حضرت مہدی) ظاہر ہوں گے کافروں سے پہلے وہ سنیوں سے ابتدا کریں گے اور ان کے علماء سمیت قتل کریں گے۔"

(۷) اسی حق الیقین ص ۳۴ پر لکھا ہے: "وابن بابویہ در علل الشرائع روایت کردہ است از حضرت امام باقر علیہ السلام کہ چون قائم مآظہر شود عائشہ رازندہ کند تا بروحد زند و انتقام فاطمہ را"

اندکشتہ۔ اور ابن بابویہ نے علل الشرائع میں امام محمد باقر سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت محمدی ظاہریوں گے (حضرت) عائشہؓ کو زندہ کر کے ان پر مدجاری کریں گے اور ان سے حضرت فاطمہؓ کا انتقام لیں گے۔ خیمنی اور ان کے مذہب کے عقائد بطور نمونہ یہاں نقل کر دیے گئے ہیں۔ اس قسم کے کفریہ عقائد کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ایرانی انقلاب، ترجمہ حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی دام فیضہ اور مذہب نے بھی اپنی تصانیف اتحادی فتنہ اور میاں طفیل محمد کی دعوت اتحاد کا جائزہ اور صحابہ کرامؓ اور پاکستان میں شیعہ عقائد کی تفصیل دے دی ہے۔ خیمنی اور ان کے شیعہ عقاید کے باوجود اگر وزیر اعظم صاحب خیمنی صاحب کے انقلاب کو خالص اسلامی انقلاب تسلیم کرتے ہیں اور ان کے نزدیک خیمنی کی تعلیمات کی شیعہ تمام مسلمانوں کی رہنمائی کرتی رہے گی تو پھر وزیر اعظم کے نزدیک خلفائے راشدین کا دور حکومت ایک تاریک دور تھا۔ العیاذ باللہ۔ وزیر اعظم کو معلوم ہے اور یہ یاد رکھنا چاہیے کہ وہ اور ان کے بھائی شہباز شریف اور ان کے وفاقی وزرائے اعظم اہل سنت کے دوٹوں سے کامیاب ہوئے ہیں اور یہ وہی اہل سنت والجماعت ہیں جو خلفائے راشدین کو برحق جنتی خلفائے راشدین مانتے ہیں۔ وہ شیعوں کے برعکس اصل کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اصلی اذان اور اصلی قرآن مانتے ہیں جو رحمتہ للعالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرامؓ اور اہل بیت عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مابعد کی امت تک پہنچائے ہیں۔ وزیر اعظم صاحب شریعت بل کے نفاذ کا وعدہ کرتے رہتے ہیں تو کیا وہ اثنا عشری عقیدہ شریعت کے مطابق شریعت نافذ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں یا سواد اعظم اہل سنت والجماعت کے عقیدہ شریعت کے مطابق تہران میں خیمنی صاحب نے ایک بھی کشتی مسجد تعمیر کرنے کی اجازت نہیں دی۔ اہل سنت وہاں اپنے عقیدہ کے مطابق نماز باجماعت، اور جمعہ اور عیدین کی نمازیں نہیں پڑھا سکتے لیکن پاکستان میں نواز شریف اور ان کی پارٹی شیعوں کے خلاف شرعی جہاد کو فوج کی نگرانی میں نکلوانے میں جیسا کہ مدنی جامع مسجد حکو ال کی گلی میں بھی تین چار سال سے فوج کی نگرانی میں مانتی جلوس نکلتا ہے۔ وزیر اعظم نواز شریف عراق کے صدر صدام حسین کے حشر سے عبرت حاصل کریں۔ وہی شیعہ جن کو صدام نے اپنے سیاسی اور حکومتی غلبہ کے لیے اپنا رازدار دوست بنایا تھا وہی عراق میں اس کی فوج کے خلاف انقلابی جنگ لڑ رہے ہیں۔

وفاقی وزیر بلدیات مولانا عبد الستار صاحب نیازی نے غیبی جنگ کے ایک سوال

پالیسی کے بارے میں وزیر اعظم نواز شریف سے کچھ اختلاف کیا تو وزیر اعظم نے



ان کو مستغفے ہونے پر مجبور کر دیا ہے۔ اپنی ذات اور اس فانی اقتدار کے معاملے میں تودہ اپنے تجویز کردہ وفاقی وزیر کے معمولی اختلاف کو بھی برداشت نہیں کر سکتے لیکن خمینی اور تمام اثنائشہری شیعہ قرآن کے موعودہ پہلے تین خلفائے راشدین کی کھلی مخالفت کرتے ہیں اس کے باوجود وہ خمینی کی تعلیمات کو انتہائی مسلمہ کے لیے مشعلِ راہ قرار دے رہے ہیں

عز ب سوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوا عجیبیت

خمینی انقلاب کی گیارہویں سالگرہ کے موقع پر پاکستان کے مولانا کوثر نیازی کا

**کوثر نیازی** | ایک مضمون بعنوان "ایران کا اسلامی انقلاب" روزنامہ "جنگ"

راولپنڈی ۱۱ فروری ۱۹۹۱ء میں شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے اپنے امام خمینی کا دفاع کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: "امام خمینی جو انقلاب سے قبل ایک شیعہ فقیہ اور عالم کی حیثیت سے ایران میں ابھڑے تھے اسلامی انقلاب کی جدوجہد کے دوران اور انقلاب کی کامیابی کے بعد ایک ایسے مسلمان صوفی صافی کی حیثیت سے سامنے آئے جو فرقوں اور مسلکوں کی آدیش سے اوپر اٹھ کر وحدۂ اسلامی بلکہ وحدت انسانی کا علمبردار نظر آتا ہے۔" کوثر نیازی نے یہاں کھلی تمبیس اور تقیہ سے کام لیا ہے۔ کسی اور فرصت میں ان کے مضمون پر بحث کی جائے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

یہاں ہمارا مختصر سوال یہ ہے کہ انقلاب کے بعد خمینی صاحب کے کسی خطبہ اور تحریر سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ کی تعریف میں کوئی ایک جملہ بھی ثابت ہے بلکہ اس کے برعکس ایرانی ریڈیو کی آواز میں حضرت علی المرتضیٰ کی ولایت اور خلافت بلا فصل کا ہی اعلان کیا جاتا ہے۔ عبرت۔ عبرت۔ عبرت۔

صدر صدام کی شخصیت | صدام حسین نے غلیبی جنگ کے آغاز میں اپنی بہادری اور جنگی

توت کالو ہا سنوایا۔ صدام تنہا ان اتحادی فوجوں سے ہر دارنا

بوجہ میں ۲۸ ملک شامل تھے۔ امریکہ، برطانیہ، فرانس، اٹلی اور سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، قطر، شام، اومان اور مصر وغیرہ۔ اتحادی افواج کی قیادت امریکی صدر جارج بوش کے پاس تھی۔ امریکہ نے لاکھوں ٹن بارود عراق پر برسائے۔ بصرہ وغیرہ شہروں کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا۔ لاکھوں آدمی جنگ کی بھینٹ چڑھ گئے اور اس قیامت خیز تاریخی جنگ کا نتیجہ یہ

نکلا کہ صدر صدام نے کویت خالی کر دیا اور ان کی بہادر افواج واپس عراق چلی گئیں۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون جنگوں میں عموماً فتح شکست ہوتی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ تِلْكَ الْآيَاتُ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ (یہ آیات ہیں جن کو ہم لوگوں میں ادا کرتے بدلتے رہتے ہیں یعنی کسی کو فتح ہوتی ہے اور کسی کو شکست۔ دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کا امتحان مقصود ہوتا ہے لیکن عالم اسباب میں کسی جنگ کے جائز و ناجائز اور فاتح و مغلوب کے بارے میں فیصلہ تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہو جاتا ہے۔ عراقی صدر صدام کی اس عظیم شکست کے بعد ہم صدام سے اپنا حسن ظن قائم نہیں رکھ سکتے جس کی وجہ حب ذیل ہیں:

(۱) اگست ۱۹۹۰ء کو کویت پر عراق کا چابک قبضہ بالکل ناجائز تھا۔ کویت کوئی کافر ملک نہ تھا بلکہ ایک مسلم ملک تھا اور ۱۹۸۰ء تا ۱۹۸۹ء آٹھ سالہ ایران عراق جنگ میں کویت نے بہ نسبت سعودی حکومت کے عراق کی بہت زیادہ مالی اعانت کی تھی۔ عراق اور کویت کی آبادی اور رقبہ کا تناسب یہ ہے۔ عراق کا رقبہ ایک لاکھ ۸۸ ہزار ۹۲۹ مربع کلومیٹر اور آبادی ایک کروڑ ۶۷ لاکھ ۲۰ ہزار اور کویت کا رقبہ ۱۳ ہزار مربع کلومیٹر اور آبادی تقریباً تین لاکھ ہے (ایشیا ۱۰ فروری ۱۹۹۱ء)۔ بعض لوگ صدام کے دفاع میں یہ تاویل کرتے ہیں کہ صدام نے کویت پر اس لیے قبضہ کیا تھا کہ اس کو خطرہ تھا کہ امریکہ کویت پر قبضہ کر کے عراق پر حملہ کر دے گا۔ لیکن یہ تاویل بالکل رکیک اور بوری ہے۔ ایک دہی احتمال پر شرعاً اس قسم کے قبضہ کا جواز ثابت نہیں ہو سکتا۔ کویت پر قبضہ کرنے میں جو سینکڑوں مسلمان ہلاک ہوئے، ہزار ہا ازار بے گھر ہوئے، آخراً اس کا ذمہ دار صدام ہے یا امریکہ؟

(۲) اقوام متحدہ نے یہ قرارداد پاس کی کہ عراق کویت سے نکل جائے تو اس وقت صدام کے لیے ایک نادر موقع تھا کہ وہ کویت کو خالی کر دیتا۔ پھر کس طرح اقوام متحدہ کے فیصلہ کے خلاف امریکہ عراق پر حملہ کرنے کے لیے کویت پر قبضہ کر سکتا تھا اگر بالفرض عراق کے کویت پر قبضہ کرنے سے پہلے امریکہ کویت پر قبضہ کرتا تو ساری دنیا اس کی مذمت کرتی اور عراق کو پاکستان سمیت تمام مسلم ممالک کی حمایت حاصل ہو سکتی تھی۔

(۳) ۱۷ جنوری تک اقوام متحدہ نے ڈیڑھ لاکھ کی تاریخ مقرر کر دی تھی۔ اب تو صدام کے لیے ایک آخری موقع تھا کہ وہ کویت کو خالی کر دیتا جس کی وجہ سے اس کی بے مثال جنگی قوت بھی اسرائیل



دغیرہ کے خلاف محفوظ رہتی اور صدام کا نام بھی ایک جنگی مدبر کی حیثیت سے تاریخ میں روشن ہو جاتا۔  
(۴) یہ جو کہا جاتا ہے کہ امریکہ نے صدام کو دھوکہ دیا اور اسے باور کرایا گیا کہ اگر عراق کویت پر قبضہ کرے تو امریکہ مزاحمت نہیں کرے گا کیونکہ وہ ایران کے مقابلے میں عراق کو طاقتور دیکھنا چاہتا ہے اور اسی لیے امریکہ نے ایران عراق جنگ میں عراق کی مدد کی تھی۔ اگر یہ حقیقت ہے اور امریکہ نے صدام کو دھوکہ دیا تو اس سے بھی صدام ایک غیر مدبر جنگی لیڈر ثابت ہوتا ہے۔

(۵) کہا جاتا ہے کہ سعودی حکومت پر قبضہ کرنے کا کوئی ارادہ صدام کا نہ تھا۔ شاہ فہد نے امریکہ جیسی اسلام دشمن قوم کو سعودی عرب میں داخل ہونے کا ناجائز موقع فراہم کر دیا۔ لیکن قابل غور بات تو یہ ہے کہ جس صدام نے اپنے محسن ملک کویت پر قبضہ کر لیا تھا، اس کو سعودی عرب پر قبضے کے ارادے سے کون سا اصول روک سکتا تھا۔ صدام کے دل میں اُمت مسلمہ کی خیر خواہی اور عرب اتحاد کا جذبہ ہوتا تو پہلے اگر نہیں تو ۱۵ جزیری کے الٹی میٹم پر وہ ضرور کویت کو خالی کر دیتا۔

(۶) سعودی ہوں یا کویتی ہم ان کی اس کمزوری کی بھی حمایت نہیں کر سکتے کہ انہوں نے بے پناہ وسائل کے باوجود جنگی قوت تیار نہیں کی اور حکم خداوندی *وَاعِدُوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَوَعِدْ رِبَّ الْخَيْلِ تَرْهَبُونَ بِمِ عِدَّةِ اللَّهِ وَعِدْتُمْ* اور تم ایمان والے ان کافر دشمنوں کے لیے اپنی جنگی قوت تیار رکھو اور جنگ میں کام آنے والے گھوڑے بھی پالو (کیونکہ اس وقت یہ ایک بڑی جنگی قوت تھی) تاکہ تم میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو خوف زدہ کر سکو۔ قرآنی ارشاد کے تحت جنگی قوت نہ بنانا سعودی اور کویتی حکومتوں کی یہ مجرمانہ غفلت ہے لیکن ان کی اس کمزوری کی وجہ سے صدام کو کس طرح بری النظم قرار دیا جاسکتا ہے۔ اپنے تحفظ کے لیے سعودی حکومت نے پاکستان اور مصر سے بھی جنگی امداد طلب کی ہے جس کی وجہ سے پاکستان سے بھی دس ہزار فوجی حرمین شریفین کی حفاظت کے لیے سعودی عرب بھیجے گئے ہیں اور چونکہ یہ عراقی جنگی قوت کا مقابلہ کرنے کے لیے کافی نہ تھی اس لیے اپنے ملک کی بقا کے لیے اس نے مجبوراً امریکہ کو دعوت دی اور امریکہ اس کا حلیف تھا۔ اس اضطراری حالت میں اس کا جواز نکل سکتا ہے۔

۱۹۹۱ء کی پاک بھارت جنگ میں امداد کے لیے پاکستان کو امریکہ کے ساتویں بحری بیڑے کا آخر تک انتظار ہی رہا لیکن امریکہ نے بے وفائی کی اور اگر امریکہ جنگ میں پاکستان کی مدد کرتا تو کیا اس کا فرکی

سنت جائز ہو جاتی؟ یہاں پر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ امریکہ بھی کافر تھا اور بھارت بھی۔ تو کافر بھارت کے ساتھ ہے امریکہ کافر کی مدد جائز ہو سکتی ہے لیکن مسلم صدام کے خلاف امریکہ کافر کی امداد کیونکر جائز ہو سکتی ہے۔ یہاں دیکھنا یہ ہے کہ سعودی حکومت کے لیے یہاں دو ہی صورتیں تھیں۔ یا تو وہ صدام کے سامنے ہتھیار ڈال دیتا اور اپنی حکومت کو ختم کر دیتا۔ یا اپنی حکومت کی بقا کے لیے وہ ظالم کے مقابلہ میں اضطراباً امریکا کافر امریکہ سے مدد حاصل کرتا۔ اس نے دوسری صورت اختیار کی۔ بات تو یہاں سعودی حکومت کی بقا تھا اور عدم بقا کی ہے۔ ہمارے نزدیک مذہبی اعتبار سے اپنی کمزوریوں کے باوجود شاہ فہد صدام سے بہتر ہے۔ سعودی حکومت میں شرعی سزائیں نافذ ہیں لیکن عراق میں شرعی سزائوں کا وجود نہیں۔ صدام شوشے ہے اور سیکورازم کا حامی ہے۔ چنانچہ "جنگ" راولپنڈی ۲۵ جنوری ۱۹۹۱ء میں عبدالقادر حسن نے بعنوان "صدام یا بغض نبی" لکھا ہے کہ: "پرانی باتیں جانے دیجئے۔ ابھی کچھ پیسے قاہرہ میں اسلامی محاذ کے وزراء خارجہ کا اجلاس ہونا تھا اور اس کے ایجنڈے کی تیاری کے اجلاس میں جب پاکستان نے کشمیر کے مسئلہ کو ایجنڈے میں شامل کرنے کے لیے پیش کیا تو پوری اسلامی دنیا میں صرف ایک ملک ایسا ہوا تھا جس نے اس کی مخالفت کی اور وہ عراق تھا۔ سابق وزیراعظم بے نظیر صاحبہ کشمیر کے مسئلہ پر اسلامی ملکوں کے درجے پر گئیں تو ان کی عراقیوں سے بھی بغداد میں گفتگو ہوئی جس میں پاکستان کی وزیراعظم نے کشمیر کے بارے میں اپنا موقف بیان کرتے ہوئے عراق کی امداد کی خاطر اسلام کا بھی حوالہ دیا۔ اس پر صدر صدام نے کہا کہ ہم تو بعث پارٹی کے نظریات رکھنے والے لوگ ہیں اور سیکور ہیں اس لیے آپ اسلام کا نام نہیں لیں۔ ہم اسلام اسلام کرنے والے پاکستان کے مقابلے میں سیکور بھارت سے زیادہ قریب ہیں الخ" یہ بھی تاریخ کی ستم طریقی ہے کہ صدام نے عیسائی امریکہ سے جنگ کی ہے اور اس کو جہاد قرار دیا ہے اور ان کی حمایت میں بعض لوگ اس لیے بھی سڑکوں پر نکلے ہیں کہ صدام کافر عیسائی امریکہ کے خلاف لڑا ہے لیکن عراق کا وزیر خارجہ طارق عزیز خود عیسائی ہے۔ ہفت روزہ "تجربہ" اور دوسری جماعت کے ہفت روزہ "ایشیا" لاہور نے اس کی وضاحت کی ہے۔ تو عیسائی وزیر خارجہ اپنے ہم مذہب عیسائیوں کا غلبہ چاہے گا یا مسلمانوں کا؟ ایک عیسائی کو وزیر خارجہ مقرر کرنے سے صدام کی مذہبی ذہنیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے علاوہ ازیں روس عراق کا حلیف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ طارق عزیز نے اس جنگ کے دوران ایران کے علاوہ روس سے بھی ملاقاتیں کی ہیں۔ اگر روس عراق کی فوجی مدد کرتا تو کیا یہ جائز ہو جاتا جبکہ امریکہ کی طرح روس



بھی کافر ہے بلکہ روس سرے سے خالق کائنات کا ہی منکر ہے۔

مودودی جماعت اسلامی کے عربی ترجمان مولانا خلیل احمد حامدی غفرلہ

## بعث پارٹی کیا ہے

جنگ کے بارے میں اپنی پالیسی کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بار بار بحث چھیڑی جا رہی ہے کہ صدام حسین کا تعلق بعث پارٹی سے ہے جو لادینیت اور اشتراکیت کی داعی ہے اس بحث کے اٹھانے والوں کی خدمت میں عرض کروں گا کہ بعث پارٹی لاریب لادینیت - اتحاد اور اشتراکیت اور اباحت کی داعی ہے۔ یہ پارٹی ۱۹۳۰ء میں قائم ہوئی تھی۔ اس کے بانی عرب قوم پرست اور اشتراکیت پرست اور علی الخصوص عیسائی ہیں۔ بعث پارٹی کے یہ خصائص ہم آج سے ۲۴ سال پہلے اہل پاکستان پر ڈانٹا گان کر چکے ہیں۔ (ملاحظہ ہو ماہنامہ ترجمان القرآن شمارہ اگست - ستمبر ۱۹۶۶ء اور راقم المحدث کی کتاب عالم اسلام اور اس کے افکار و مسائل) میرا ان حضرات سے یہ سوال ہے کہ یہی بعثی صدام جب ایران کے خلاف جنگ میں کود گیا تھا تو کس اصول و معیار کے تحت اندھا دھند اس کی مدد و حمایت کی گئی۔ اس نے ۱۵۰ ارب ڈالر جنگ میں جھونکے۔ ۱۹۸۰ء میں جب وہ جنگ میں داخل ہوا تھا تو اس کے پاس ۳۸ ارب ڈالر کا سرمایہ تھا اور جب اگست ۱۹۸۸ء میں جنگ ختم ہوئی تو وہ ستر ارب ڈالر کا مقروض ہو چکا تھا۔ اتنی بڑی رقم مسلمانوں کے بیت المال سے کس شرعی قاعدے کی رو سے دی گئی الخ (بہفت روزہ ایشیا لاہور ۲۴ فروری ۱۹۹۱ء ص ۲۷)

(۲) مودودی جماعت کے اسی بہفت روزہ ایشیا (۲۷ اپریل ۱۹۸۰ء) ص ۴۴ پر بعنوان "ایران اور عراق میں افسوسناک کشیدگی" ایک مضمون میں یہ لکھا گیا تھا کہ: دونوں ہی ملک ایک دوسرے کی اشتعال انگیزی سے ڈرتے ہیں۔ عراق کی آبادی جنوب میں شیعہ ہے اور شمال میں کرد جو سستی ہیں۔ خود صدام حسین لادین ہیں۔ وہ دونوں فرقوں کی حمایت بیک وقت حاصل نہیں کر سکتے۔ بیس سال کی آمرانہ حکومت نے اپوزیشن کے تصور کو ختم کر دیا ہے۔ ایران میں جس قسم کے انقلاب نے تخت طاؤس کو الٹ دیا اس طرح کے مذہبی انقلاب کے خطرے سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لیے صدام حسین نے حال ہی میں وعدہ کیا ہے کہ وہ ملک میں ایک منتخب اسمبلی کا اہتمام کریں گے۔ اسی مضمون میں لکھتے ہیں کہ اگر وہاں کے (یعنی عرب حکومتوں کے) برسرِ اقتدار لوگ بروقت اس انقلاب کے اثرات کا اندازہ لگا کر اپنے ہاں مناسب آزادی اور مناسب تبدیلیاں کر لیں تو بہتر ہے ورنہ ایک روز انہیں بھی اسی طرح اقتدار

کے ایرانیوں سے درودیار پر حسرت کی نظریں ڈال کر رخصت ہونا پڑے گا جس طرح آریہ مہر رضا شاہ پہلوی تخت  
 ٹھانڈے چھوڑ کر رخصت ہوئے۔ اس مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ مودودی جماعت ایران کے خفیہ انقلاب  
 کو ایک اسلامی انقلاب تسلیم کرتی ہے اس لیے وہ عراق ایران جنگ میں دل سے ایران کی حامی تھی اور موجود  
 غلبی جنگ میں چونکہ صدام حسین عرب بادشاہت کا تختہ الٹنا چاہتا تھا اور سعودی حکومت کو ختم کرنے کے لیے  
 ایران بھی عراق کا حامی بن گیا، اس لیے پاکستان کی مودودی جماعت نے بھی صدام حسین کے حق میں جلوس نکالے  
 اور یہ بھی عجیب بات ہے کہ جماعت کے بانی دامیر اول نے باوجود ملکیت کی پُر زور تردید کے خود بھی شاہ  
 فیصل ایوارڈ حاصل کیا تھا۔ چنانچہ ہفت روزہ "ایشیا" ۱۹ فروری ۱۹۷۹ء میں بعنوان: مولانا محترم  
 کے لیے کنگے فیصل پرائز" یہ لکھا تھا کہ: شاہ فیصل فاؤنڈیشن کے چیئرمین شاہ فیصل مرحوم کے صاحبزاد  
 خالد فیصل ہیں ان کی ذریعہ صدارت فیصل فاؤنڈیشن کے اجلاس میں متفقہ طور پر فیصلہ کیا گیا کہ مولانا سید  
 ابوالاعلیٰ مودودی ایسی شخصیت ہیں جو اپنی دینی و ملی خدمات کی بنا پر عالم اسلام کے اس اعلیٰ ترین اعزاز  
 کے مستحق ہیں" لیکن اب مودودی صاحب کی یہی جماعت سعودی حکومت کے مقابلے میں عراقی حکومت  
 کے حق میں جلوس نکالتی رہی ہے اور بظاہر یہ کہتے رہے ہیں کہ ہم امریکہ کے خلاف جلوس نکالتے ہیں۔  
 لیکن ہمارا سوال یہ ہے کہ جب صدام نے کویت پر غاصبانہ قبضہ کیا تھا تو کیا مودودی جماعت نے  
 کویت کے حق میں پاکستان میں کوئی جلوس نکالا تھا یا ۲ اگست ۱۹۹۰ء سے ۱۵ جنوری تک اس انتظار  
 میں رہے کہ صدام حسین سعودی بادشاہت کا تختہ الٹے ہیں جس نے ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کو چند  
 سال پہلے شاہ فیصل ایوارڈ عطا کیا تھا۔

جنوں کا نام خرد رکھ لیا خرد کا جسوں جو چاہے آپ کا فکر کرشمہ ساز کرے  
 باقی رہا حامی صاحب موصوف کا یہ فرمانا کہ ایران عراق جنگ میں ان حضرات نے صدام کی کیوں حمایت کی تھی  
 جس کے نتیجے میں صدام نے ۱۵۰ ڈالر اس جنگ میں جھونک دیے تھے تو اس کے متعلق عرض ہے کہ جب صدام حسین  
 کے متعلق پہلے یہ تجربہ ہو چکا ہے کہ وہ بلا جواز جنگ چھیڑ دیتے ہیں اور قوم و ملک کا سرمایہ ویسے ہی جھونک  
 دیتے ہیں تو اب صدام کی حمایت کیونکر جائز ہو سکتی ہے اور اب صدام نے اس غلبی جنگ میں پہلے سے  
 زیادہ مالی اور جانی تباہی خریدی ہے۔

مودودی جماعت کی بے اصولیاں | ابوالاعلیٰ مودودی نے خود اپنے ماہنامہ ترجمان القرآن



میں یہ لکھا تھا کہ سوائے توحید و رسالت کے باقی اصولوں کی پابندی لازم نہیں ہوتی اور ان کے اسی عقیدہ کے رد عمل میں مولانا امین احسن صاحب اصلاحی نے مودودی جماعت کو خیر باد کہہ دیا تھا۔ مودودی جماعت کی اس قسم کی قلابازیوں کی وجہ سے اس جماعت کے پرانے رفقاء بھی دوسرے پاکستانی سیاسی لیڈروں کے علاوہ قاضی حسین احمد صاحب امیر جماعت کو ہدف طعن و تنقید بنا رہے ہیں۔ چنانچہ مشہور صحافی مجیب الرحمن شاہی بے عزت مناک: بے حد المناک لکھتے ہیں: عراقی پروپیگنڈے کا طوفان تھا کہ ہر طرف چھا گیا تھا۔ عالم اسلام کے جذباتی عناصر کو یہ خاص طور پر اپیل کر رہا تھا پاکستان کی مسلح افواج کے سربراہ تک نے یہ تاریخی اعلان جاری فرمایا کہ جنگ کا فیصلہ میدان جنگ میں نہیں ہو سکے گا۔ عراقی افواج حملہ آوروں کے خلاف طویل جنگ لڑنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ بالآخر یہ معاملہ مذاکرات کی میز پر طے ہو گا۔ انہوں نے جذباتی انداز میں کربلا کے حوالے دیے۔ عراق کے دکھوں میں شرکت کی کوشش بھی کی۔ بعض مذہبی رہنماؤں نے بھی اسلام اور کفر کا مسئلہ کھڑا کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا فضل الرحمن اور قاضی حسین احمد نے جو کچھ کہا اور جو کچھ کیا وہ ہماری تاریخ کے ایک افسوسناک باب کے طور پر یاد کیا جاتا ہے گا۔ نوابزادہ نعر اللہ خان کی قیادت میں سپیلز پارٹی سے لے کر علامہ طاہر القادری کی عوامی تحریک تک نے حکومت پاکستان پر دباؤ ڈالنے کی کوشش کی کہ وہ صدام حسین کا ساتھ دے۔ اپنے پرانے دوستوں سے کٹ جائے۔ اگر یہ مطالبہ مان لیا جاتا تو آج پاکستان سقوطِ ڈھاکہ کے بعد ایک اور داغ اپنے ماتھے پر سجا کر بیٹھا ہوتا۔ دنیا اس پر تھوکتھو کر رہی ہوتی، کوئی اس کا ہاتھ پکڑنے والا اور کوئی اس کو سہارا دینے والا نہ ہوتا الخ (ہفت روزہ زندگی ۲ تا ۸ مارچ ۱۹۹۱ء)

ہفت روزہ تکبیر کے محمد صلاح الدین صاحب بھی مودودی جماعت اسلامی کے خواص میں سے ہیں لیکن اس غلیبی جنگ میں وہ

ہفت روزہ تکبیر کا موقف

بھی مودودی جماعت کی پالیسی سے سخت نالاں ہیں۔ انہوں نے بعزوان: یا اللہ ات سیاست دانوں کو عقل دے" مودودی جماعت کی پالیسی پر تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے: حیرت ہے کہ اب اس (جماعت) کی پالیسیاں عام جلسوں میں نعرہ زن اور پُر جوش سامعین کا موڈ دیکھ کر مقررین کے ذہنوں میں آنے والی اچانک برین ویوز (BRAIN WAVES) کے تحت مرتب ہونے لگی ہیں۔ اس جماعت کے سر بازار ہونے والے ایک جلسہ میں کہ جس میں اس جماعت کے سربراہ (یعنی قاضی حسین) بھی موجود تھے۔ اس جماعت

ہے ایک مقامی لیڈر نے پالیسی کا اعلان کرتے ہوئے کہا: اقوام متحدہ نے ظالم کا کردار ادا کیا ہے۔ ہم عراق کے ساتھ یک جہتی کا اعلان کرتے ہیں (روزنامہ حسارت کراچی ۱۸ جنوری ۱۹۹۱ء) دوسرے روز اسی جماعت کے سربراہ نے لاہور میں کہا کہ حکومت کو اپنے عوام کے جذبات اور احساسات

کا خیال رکھنا چاہیے اور اسے فوری طور پر سعودی عرب بھیجی جانے والی اپنی افواج کو واپس بلا لینا چاہیے کیونکہ سعودی سرزمین کو امریکہ، برادر اسلامی ملک عراق کے خلاف جارحانہ اقدامات کے لیے استعمال کر رہا ہے۔ (روزنامہ حسارت کراچی ۱۹ جنوری ۱۹۹۱ء) اس سے اگلے روز انہی سربراہ جماعت

(یعنی قاضی حسین احمد) نے کہا کہ: خلیج کی جنگ یہودی لابی کے ایسا پر شروع ہوئی ہے۔ اب یہ اسلام اور

کفر کی جنگ ہے۔ اور اب مسلمانوں کو امن کا پرچم اٹھانے یا مذاکرات کی کوئی ضرورت نہیں۔ دشمن تو ان کو کچل دینا چاہیے۔ یہودی لابی کو خلیج سے الگ آؤٹ کیا جائے گا۔ انہوں نے حکومت سے

مطالبہ کیا کہ وہ عوام کے منافی کے منافی خارجہ پالیسی تبدیل کرے (۱۲) (ہفت روزہ تکبیر ۲۱ جنوری ۱۹۹۱ء)

(۲) عراق کی شکست کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: پوری دنیا نے غلی دیشن پر ہزاروں اقول کو ہاتھ سروں پر رکھے ہتھیار ڈال کر اتحادیوں کی قید میں جاتے دیکھا ہے اور پھر اتحادیوں کے سامنے زمین پر لیٹ کر شکست تسلیم کرنے کے شرمناک منظر کی تصاویر اخبارات میں دکھی ہیں۔ اسی ہزار سے زیادہ عراقی فوجی جنگی قیدی بنے ہیں اور پھر اقوام متحدہ کے ریکارڈ پر عراق کے عیسائی دوزخ خارجہ کی وہ عاجزانہ اور شرمناک درخواست بھی موجود ہے کہ ہم تمام شرطیں ماننے کو تیار ہیں۔ ہم کویت کو تادان بھی ادا کریں گے۔ اقوام متحدہ کی تمام قراردادیں بھی تسلیم کر لیں گے اور جنگی قیدیوں کو بھی رہا کر دیں گے۔ اتحادیوں سے کہا جائے کہ وہ جنگ بند کر دیں۔ ————— یہ شرمناک علامتیں اگر فتح کی علامتیں ہیں تو ٹھیک ہے

عراق کی فتح ہو گئی۔ مگر اسے فتح تسلیم کرنے کے لیے لغت میں فتح اور شکست کے معنی متبادل طور پر بدل ڈالنے پڑیں گے۔ ————— جس بات پر سب سے زیادہ حیرت ہے وہ یہ کہ بے چوڑے دعوے

کرنے کے باوجود آخر عراقی فوج نے جنگ کیوں نہیں لڑی۔ ۲۲ روز میں سے پہلے ۳۴ روز تک تو

فضائی معرکہ آرائی رہی مگر یہ پوری جنگ محض ایک طرفہ تھی۔ عراق کے پاس میزائلوں کی تعداد ہزاروں میں بتائی جاتی ہے مگر اس نے ایک سو سے بھی کم میزائلوں کا استعمال کیا اور ان میں سے بھی آدھے سے

زیادہ بے ہمتی برادر مسلم ملکوں پر برائے۔ عراقی فضائیہ کے طیارے استعمال ہی نہیں ہوئے۔ انہیں استعمال



ہی سیکڑوں کی تعداد میں ایران بھجوا دیا گیا۔ ان دعوؤں نے اور اس سے قبل پورے سات ماہ کی ضد اور ہٹ دھرمی نے عراق اور صدام حسین کی طاقت، مردانگی اور شجاعت کا جو تاثر قائم کیا تھا اس کے سبب پوری مسلم دنیا میں ان کی ذات سے امید اور توقعات کا زبردست اوجھل پیدا ہوا تھا۔ ہرچند کہ انہوں نے ایک اور برادر اسلامی ملک کی آنا دہی اور خود مختاری کو پامال کر کے ایک غیر اخلاقی حرکت کی تھی مگر یہود و نصاریٰ سے ٹکرا جانے کا تاثر دے کر وہ دنیا کے اسلام میں پہلے جانے والے نادانوں کے وسیع طبقے کی امیدوں کا مرکز بن گئے تھے۔ ہم اڈل سوز سے دو دنیا دوں پران کے مخالف تھے۔ اڈل یہ کہ صدام حسین کی یہ پوری مہم جوئی کوئی اخلاقی بنیاد نہیں رکھتی اور کوئی غیر اخلاقی حرکت امت مسلمہ کو مثبت نتائج نہیں دے سکتی لہذا ان کی حمایت نہیں کی جانی چاہیئے اور دوسری بنیاد کی مخالفت کی یہ تھی کہ وہ غلط بیانی اور کذب بیانی پر اپنی ہوس ملک گیری کو کفر و اسلام کا معرکہ بنا کر مسلمانوں کو دھوکے دے رہے تھے یہیں اندیشہ یہ تھا کہ جب وہ ناکام ہوں گے تو ان کے ”جہاد“ کو کفر و اسلام کی جنگ سمجھنے والوں میں جو مایوسی اور نفسیاتی ہزیمت کی کیفیت پیدا ہوگی وہ امت مسلمہ کو زبردست جذباتی اضمحلال سے دوچار کرے گی اور یہ بڑا المیہ ہوگا۔ چنانچہ وہی ہوا۔ ان کی شکست سے بے شمار مسلمانوں کو زبردست جذباتی دھچک لگا ہے۔ انہیں صلاح الدین ایوبی سمجھنے والے جھنجھلا ہے ہیں کہ صدام حسین جیسے دوسرے کر رہے تھے ایسے وہ لڑے کیوں نہیں۔ طیارے ایران کیوں بھیج دیے گئے۔ دس لاکھ فوج کہاں چھپ کر بیٹھ رہی۔ وہ ہزاروں ٹینک میدان میں کیوں نہ آئے جو عراق نے کویتی اور سعودی سرے ہی سے خریدے تھے۔ وہ اسلحہ اور ہتھیار کہاں گئے۔ ۲۶ فروری کے صدام حسین کے نشری خط میں یہ جملہ قابل توجہ ہے: عربوں کی سر زمین کو سازش کے ذریعے جارحیت کا نشانہ بنایا گیا ہم ان کے ذریعے اس کا خاتمہ کر رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر عربوں کی سر زمین کو سازش کے لیے جارحیت کا نشانہ بنایا گیا اور اس سازش کا خاتمہ ان کے ہوسکتا تھا تو یہ ان کے جنگ سے پہلے کیوں عمل میں نہ آ گیا تاکہ جنگ ہی شروع نہ ہوتی۔ ایسا اس لیے نہیں ہوا کہ خود صدام حسین سازش کا ایک کردار تھے الخ (ہفت روزہ ”بکر“ کراچی ۱۲ مارچ ۱۹۹۱ء)

”زندگی کا ادارہ“ میں لکھتے ہیں۔ صدام حسین نے اگر کویت پر قبضہ کرنے کی حمایت کرنا

لہی اس کے بعد ان کے سامنے ۱۵ جزیری کی ڈیڈ لائن سے پہلے اقوام متحدہ کی قراردادیں منظور کر کے اس بحران سے باعزت نکل جانے کا راستہ موجود تھا۔ انہوں نے اس کے بجائے لڑائی کو سینے سے لگایا۔ حالانکہ وہ اس وقت مختلف رو یہ اپنا لیتے تو ان کی طاقت بھی قائم رہتی اور ان کے جلس بھی دنیا بھر میں بلند ہوتی رہتیں۔ ان کا بھرم بھی نہ کھلتا اور امریکہ پر فلسطین کے مسئلے کو حل کرنے کا دباؤ بھی شدید ہو جاتا۔ یہ موقع ضائع کرنے کے بعد انہوں نے تباہی کے دروازے کھول دیے دشمن نے عراق کی فوجی تنصیبات کو چن چن کر نشانہ بنایا اور اسے برسوں پیچھے دھکیل دیا۔ اہل عراق اپنے زخموں سے چور چور آہ و بکا کر رہے ہیں لیکن پاکستان کے بعض "صدائی دانشور" مرغ کی ایک ٹانگ پر کھڑے ہیں۔ وہ صدام حسین کی شکست کو عارضی قرار دے رہے ہیں اور ابھی تک ان کے نعرے لگانے پر شرم محسوس نہیں کرتے۔ حالانکہ میدان جنگ کو پیٹھ دکھانے والا کوئی شخص کسی عزت کا مستحق نہیں ہوتا۔ اگر صدام حسین ٹیپو سلطان کی طرح میدان جنگ میں جان دے دیتے، مرنے والے عراقیوں کی تعداد میں محض ایک ہی کا توااضا نہ ہوتا لیکن عالم اسلام میں ان کے جذباتی تراح ان کو "امام حسین" کی طرح یاد کرتے اور شاید دولت تازہ پالیتے۔ لیکن ان کا جو انجام ہوا ہے اور انہوں نے اپنی فراست اور شجاعت کا پردہ جس طرح چاک کیا ہے اس پر ان سے ہمدردی کا اظہار کرنا بھی شرمناک ہے۔

خلیجی جنگ شروع ہونے سے بہت پہلے اور ۲ اگست کے کویت  
 تبصرہ دار العلوم دیوبند | پر عراقی قبضہ کے بعد ہی ماہنامہ دارالعلوم دیوبند ستمبر ۱۹۹۰ء کی اشاعت

میں بعنوان: "عراق کا چارہ سانس اقدام" حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب قاضی مدیر ماہنامہ دارالعلوم نے لکھا تھا کہ ۲ اگست ۱۹۹۰ء جمعرات کو علی الصبح عراق نے بغیر کسی خاص اشتعال کے اپنے پڑوسی ملک کویت پر حملہ کر کے جس عدواں و بغاوت اور بربریت و جارحیت کا ارتکاب کیا ہے اور ایک اسلامی ملک میں جو تباہی و بربادی مچائی ہے بلاشبہ اس کا یہ اقدام انتہائی شرمناک ہے اور اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ عراق کے اس جارحانہ حملہ نے نہ صرف عالم عرب کے لیے سب سے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا ہے بلکہ مسئلہ فلسطین کو بھی پامال کر کے رکھ دیا ہے جس کا صحیح اندازہ مستقبل قریب میں ہر ایک کو ہر جائے گا۔ علاوہ ازیں عراقی فوج کی اس جارحیت نے سامراجی طاقت کو خطرہ عرب میں پیر جانے کا موقع دے دیا ہے جو عربوں کے لیے بہر حال خطرے سے خالی نہیں ہے۔ واقعہ



یہ ہے کہ صدام حسین کے اس عاجلانہ غیر اسلامی رویہ نے پورے خلیج کو میدان جنگ میں تبدیل کر دیا اور اس طرح انہوں نے خود اپنے ہاتھوں امریکہ اور اسرائیل کے دیرینہ منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیا ہے۔  
 لاش کر اب بھی عراقی سربراہ حقیقت پسندی سے کام لے کر کویت کو اس کے آئینی دست بردار  
 حکمرانوں کے حوالے کر دیں تو عالم عرب ایک بھیانک تباہی اور ہلاکت سے بچ سکتا ہے۔ ولین طغفان  
 من المؤمنین اقتلو فانما صلحوابینہما فان بغت احدہما علی الاخری فقاتلواالتی تبغی  
 حتی تغنی الی امرہ فان فات فاصلحوابینہما بالعدل واقسطوا ان اللہ یحب القسطین  
 یعنی اگر اتفاق سے مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو پوری کوشش کرو کہ اختلاف رفع ہو جائے  
 اس میں اگر کامیابی نہ ہو تو کوئی فریق دوسرے پر چڑھا چلا جائے اور ظلم و زیادتی ہی پر کرنا بدھلا  
 تو یکسو ہو کر نہ بیٹھ رہو بلکہ جس کی زیادتی ہو سب مسلمان مل کر اس سے جنگ کریں یہاں تک کہ وہ مجبور  
 کر اپنی زیادتیوں سے باز آجائے اور خدا کے حکم کی طرف رجوع ہو کر صلح کے لیے اپنے کو پیش کر دے  
 اس وقت چاہیے کہ مسلمان دونوں فریقوں کے درمیان مہدات و انصاف کے ساتھ صلح اور صل  
 طاپ کرادیں۔ کسی ایک کی طرف داری میں جاؤ حتیٰ سے ادھر ادھر نہ بھٹکیں۔ (سورۃ الحجرات  
 ع ۱۲ حواشی شبیر احمد صاحب عثمانی) مذکورہ بالا قرآنی ہدایت کا تقاضا ہے کہ سربراہان عرب اور  
 اسلامی تنظیمیں باہمی آدیزش اور شفقی رجحانات سے بند ہو کر گفت و شنید و در نہ بزور طاقت عراق کو  
 مصالحت پر مجبور کریں اور اپنی مخلصانہ جدوجہد کے ذریعے جنگ کی اس ہولناک اور تباہ کن آگ  
 جے صدام حسین نے اپنی سفاکت سے بھر کا دیا ہے سرد کر دیں ورنہ اس کے شعلوں میں پورا خلیج  
 جل کر خاکستر ہو جائے گا اور عرب دنیا ہمیشہ کے لیے صیہونی و سامراجی طاقتوں کی نچیر بن جائے گا  
 اعاذنا اللہ منہا۔

دارالعلوم دیوبند کا تبصرہ نہایت معقول اور مدبرانہ ہے۔ وہی ہوا جس کا خدشہ ظاہر کیا گیا  
 تھا۔ صدر صدام حسین نے کسی کی بھی نہیں مانی اور آخر کار اس تاریخی شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ صدر  
 صدام کی جارحیت اور خلیجی جنگ کے واقعات اور اس کے متعلق نظریاتی تبصرے روزناموں اور مفت ذرا  
 رسائل تبکیر، زندگی اور ایشیا اور ماہنامہ دارالعلوم دیوبند سے قارئین کے سامنے پیش کر دیے  
 ہیں تاکہ کوئی صحیح رائے قائم کی جاسکے۔ علمی، شرعی اور تاریخی حیثیت سے کسی طرح بھی صدر صدام

کے اقدام اور طرز عمل کی تائید نہیں کی جاسکتی۔ کویت پر جارحانہ قبضہ کو کوئی اہل علم و دیانت شخص جائز نہیں قرار دے سکتا حتیٰ کہ لیبیا کے صدر کرنل قذافی نے بھی کویت سے انخلا پر زور دیا ہے حالانکہ وہ مدام کا حامی ہے۔ مودودی جماعت اسلامی کے مولانا خلیل احمد حامدی نے کویت پر قبضہ کے جواز میں ایک عجیب توجیہ پیش کی ہے۔ لکھتے ہیں: معلوم و معروف تو یہی ہے کہ خلیج میں فتنے کا آغاز ۲ اگست ۱۹۹۰ء کو ہوا جب عراقی فوجیں کویت میں داخل ہو گئیں۔ مگر راقم کے نزدیک یہ رائے سطحی اور حالات کا گہرا مطالعہ نہ رکھنے کی بنا پر ہے۔ اس فتنے کا آغاز اس وقت ہو گیا تھا جب عراق کے

مطالبات کے سامنے کویتی قیادت نے حکیمانہ موقف اختیار کرنے کے بجائے متکبرانہ رویہ اختیار کیا۔۔۔۔۔ عراق کے یہ مطالبات درست تھے یا نہیں اس سے ہمیں بحث نہیں البتہ ہم اس بات پر حیران ہیں کہ کویت نے نہایت متکبرانہ انداز میں یہ مطالبات مسترد کر دیے اور یہ خیال نہ کیا کہ صدام کویت اور دوسری خلیجی ریاستوں کا دوست بلکہ ان کا چھیتا اور مجدد عرب ہے۔ جب جنگ کی حالت میں اسے اسوارب سے زیادہ ڈالر کی امداد دے دی تھی تو جنگ کے بعد اس کی اقتصادی بد حالی کی رعایت کرتے ہوئے اسے مزید کچھ دے دیتے الخ (ہفت روزہ الیشیا ۲۴ فروری ۱۹۹۱ء)

خلیل حامدی صاحب کی یہ توجیہ عذر گناہ بدتر از گناہ کے مترادف ہے۔ کیا مذاکرات میں کویت کے متکبرانہ لہجہ کی یہی سزا دینی چاہیے تھی کہ مجاہد صدر صدام اپنے محسن مسلم ملک پر زبردستی قبضہ کر لے حامدی صاحب کی اسلامی تحریک کا کیا یہی تقاضائے عدل و انصاف ہے۔ ہر عقلمند آدمی سمجھ سکتا ہے کہ خلیجی جنگ کی بنیاد کویت پر صدام کا قبضہ ہے اور یہ صرف کویت کے متکبرانہ لہجہ پر ایک تنبیہ نہ تھی بلکہ صدام نے کویت کو اپنا مستعمل اکیسواں صوبہ قرار دے دیا اور، اجزوری تک اس جارحانہ قبضہ کو جائز قرار دیا جاتا رہا۔ جذباتی لوگ یہ دیکھتے ہیں کہ صدام کے مقابلے میں امریکہ تھا۔ یہ نہیں سوچتے کہ امریکہ کو خلیج میں گھسنے کا موقع کس نے دیا۔ کوئی مسلمان امریکہ سے یہ حسن ظن نہیں رکھ سکتا کہ وہ مسلمانوں کا خیر خواہ ہے۔ یقیناً امریکہ اور برطانیہ اسرائیل کے مربی اور محافظ ہیں۔ اور نہ ہی روس مسلمانوں کا خیر خواہ ہے۔ کوئی کافر حکومت مسلمانوں کا غلبہ نہیں دیکھ سکتی۔ اگر وہ تعاون کرتے ہیں تو اپنے مفادات کے لیے۔ امریکہ نے اگر سعودی حکومت کی دعوت پر عراق کے خلاف جنگ لڑی ہے تو اپنے مفادات کے لیے۔ اور اگر سعودی حکومت نے امریکہ کو دعوت دی ہے اور جنرل نارمن کی کمان میں سعودی اور دوسری



مارچ ۱۹۹۱ء

عرب ریاستیں خلیجی جنگ لڑتی رہی ہیں تو اضطراباً اپنی اپنی حکومتوں کے تحفظ و بقا کے لیے بھی جنگیں لڑیں۔ اصل زیر بحث مسئلہ تو صدام حسین کی شخصیت کا ہے کہ اس کی بہادری اور اس کی بے مثال جنگی قوت سے اسلام کو مسلمانوں کو اور خود اس کو کیا فائدہ پہنچا۔ ساری دنیا کی سنت و سماجیت سے کویت کو خالی کیا اور انجام کار اسی کا فرجزل نارمن اور صدر لبش کی تمام شرائط کو انتہائی ذلت آمیز صورت میں تسلیم کیا۔ اگر صدام حسین براہ راست اسرائیل اور امریکہ سے جنگ آزما ہوتا اور کویت اور سعودی حکومت کا معاملہ درمیان میں نہ ہوتا اور اس جنگ کے نتیجہ میں صدام کی جنگی طاقت فنا ہو جاتی تو وہ اسلام کا ایک جنگی ہیرو قرار دیا جاسکتا تھا۔ لیکن اس نے اپنی قوت آزمائی کے لیے جو راستہ اختیار کیا یہ بہر حال سے قابل مذمت ہے۔ یہ وہی صدام ہے جس نے ایران کے ساتھ آٹھ سالہ ایک تاریخی جنگ لڑی ہے جس میں ۵ لاکھ افراد ہلاک ہوئے ہیں لیکن خلیجی جنگ سے پہلے اس نے ایران کے تمام مغربی علاقے واپس کر دیے اور دریائے شط العرب پر اس کا حق تسلیم کر لیا ہے۔ ہم عراق ایران جنگ میں صدام کے مداح ہے ہیں لیکن جب اس نے اس خلیجی جنگ میں ایران ہی کو اپنا دوست بنایا، اس پر اعتماد کیا تو ثابت ہوا کہ ایران سے اس کی جنگ نظریاتی نہیں تھی بلکہ وہ بھی اس کے جنگی جنون کا تقاضا تھا۔ اب وہی شیعہ عراقی فوج کے خلاف انقلابی جنگ لڑ رہے ہیں۔ صدام نے کردوں پر بھی بے پناہ مظالم ڈھائے ہیں وہ بھی مستح بغاوت کر رہے ہیں۔ اخباری بیانات کے مطابق حکومتی فوج کو سخت مزاحمت کا سامنا ہے۔ عراقی مظالم کے تحت جو لیڈر جلا وطن تھے وہ بھی صدام حسین کا تختہ الٹنے میں پیش پیش ہیں عراق کی خانہ جنگی زردوں پر ہے۔ معلوم نہیں صدامی حکومت کا وجود باقی رہتا ہے یا نہیں ورنہ لیکن ان ساری بربادیوں اور ہلاکتوں کا سبب تو صدام حسین کی آہنی شخصیت ہی ہے۔ نامبرو آبادی

خادم اہل سنت

مظہر حسین غفرلہ

۲۵ شعبان ۱۴۱۱ھ

# اے! حضرت چلے گئے

شیخ و استاد محترم مفتی و مولانا احمد الرحمن نور اللہ مرقدہ

۱۱۹۱

بہارِ حق

بزمِ جہاں سے اٹھ کر حضرت چلے گئے دے کر ہمیں وہ داغِ فرقت چلے گئے  
 نگرانِ جامعہ کے اور باغِ باں ہمارے  
 اہلِ چین کو دے کر حضرت چلے گئے  
 روحِ رواں ہماری قلب و جگر ہمارے افسوس! پاسِ بانِ ملت چلے گئے  
 وہ چاندِ آسمان کے وہ بھول اس زمیں کے  
 بخش کے اک جہاں کو زینت چلے گئے  
 عالم تھے با عمل وہ، تقویٰ لباس ان کا دار البقاء وہ اپنے سعادت چلے گئے  
 روئے مکین خانہ، دیوار و در بھی روئے  
 صاحبِ کرم سے لے کے عشرت چلے گئے  
 مسجد میں صفِ اول، محراب اور منبر کتے ہیں آہ! صاحبِ عظمت چلے گئے  
 ہے سوگوارِ دفتر، دار الحدیث غلگیں  
 ماتم ہے اس چین میں حضرت چلے گئے  
 خدام آب دیدہ طلبِ گریہ گرہیں ہائے کر نیک وہ عالیٰ خصلت چلے گئے  
 اخلاق کے وہ پیکر، فرشتہ صفت وہ مفتی  
 ہم سے بچھڑ کے سوئے جنت چلے گئے  
 عالم کی موت بے شک عالم کی موت ہے آہ! ہو کر جدا وہ مفتیِ خلقت چلے گئے  
 آنسو بہانے والو زیادہ نہ غم کرو تم! جنت بنا کے زیرِ تربت چلے گئے  
 اک ذات ہے کہ محسن جس کو فنا نہیں ہے  
 اس کے سوا کسی کو کوئی بقت نہیں ہے



# امام ربیع

برکتوں، رحمتوں اور بخششوں کا مہینہ ہے

فقہ العصر حضرت مفتی عبدالستار صاحب دامت برکاتہم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اولہ رحمۃ و اوسطہ مغفرۃ و آخرہ عتق من النیران۔  
اس کی شان میں وارد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے غیبی خزانوں سے سب سے بڑی ہدایت، اور  
کتابیں اسی ماہ مبارک میں نازل فرمائی گئیں۔ توراۃ، انجیل، زبور، صحف ابراہیمی، اور  
قرآن کریم جیسی عظیم دولت سے بواسطہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام انسانیت کو اسی ماہ  
میں نوازا گیا۔

**برسات و بہار** جیسے ظاہری و مادی نظام میں گرمی و سردی، خزاں، بہار، برسات  
کے موسم ہیں۔ اسی طرح باطنی و روحانی اعتبار سے بعض موسم ایسے  
ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے بادل بھر گھر کر آتے ہیں، انوار و تجلیات کی بجلیاں کوندتی  
ہیں اور نیم مردہ انسانیت پر آب حیات کی موسلا دھار بارشیں ہوتی ہیں۔ جس سے سرزمین  
انسانیت علم و عرفان، جود و سخا، عمل و عبادت کے سبزوں سے لہلہا اٹھتی ہے۔ حضرت  
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جود و سخا رمضان المبارک  
میں بہت بڑھ جاتا تھا۔

جب کہ آپ جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات فرماتے، جبرئیل علیہ السلام رمضان المبارک

ہی ہر شب قرآن پاک کے دور کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرتے تھے تو آپ کا جود رحمتوں کی ہواؤں سے بھی زیادہ ہو جاتا تھا۔ (بخاری)

اس مولائے کریم کا "کرم برکرم" ہے کہ بلا استحقاق محض اپنے جود و سخا کے تقاضہ سے ایسا نظام مقرر فرمایا اور صرف ہمارے فائدے کے لئے اپنے اسی غیبی نظام کے فیضان سے ہمیں مطلع بھی کیا۔

من نہ کردم خلاق تا سودے کنم  
بلکہ بر خلاق تا جودے کنم

پھر اس عطائے جود سے ہمارے دامن بھرنے کے لئے مختلف تکوینی و تشریعی انتظامات فرماتے تاکہ کوئی محروم نہ رہے۔ "رمضان المبارک کا محروم ہی حقیقی محروم ہے۔"

## موانع رحمت

طاعت و قرب خداوندی سے مانع تین چیزیں ہیں۔ ۱۔ نفس۔ ۲۔ شیطان۔ ۳۔ آثار غضب خداوندی کا عالم میں ظہور و انتشار جس کا مرکز جہنم ہے۔

عالمی گمراہی کا مرکز شیطان عالمی گمراہی کا مرکز و مصدر ہے اور نفس اس کے لئے بمنزلہ وزیر کے ہے جو عالمی مرکز ضلالت کے تحت انفرادی و شخصی گمراہی کا سبب بنتا ہے۔ گمراہی اجتماعی ہو یا انفرادی یہ سب غضب خداوندی کے آثار ہیں۔ اور کائنات میں عذاب و غضب خداوندی کا سب سے بڑا مظہر جہنم ہے۔ جس میں طرح طرح کے معاصی و گمراہیوں پر مختلف انواع کے عذاب متعین ہیں۔

کنڈیاں واضح رہے کہ گناہ اور گمراہی کی اصل جہنم ہے۔ شہوات و معاصی جہنم کی کنڈیاں ہیں جن میں پھنس کر انسان جہنم کی طرف کھینچتا چلا جاتا ہے۔ پل صراط پر گزرتے وقت مادی شکل میں دوزخ سے ان کنڈیوں کا ظہور ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں کو پھانس کر یہ کنڈیاں جہنم میں پھینچ لیں گی۔

حدیث پاک میں ہے کہ۔

"پل صراط پر گزرتے وقت صرف انبیاء کریم الصلوٰۃ والسلام ہی بولیں گے



اور اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ کہ رہے ہوں گے۔ اور جہنم میں ایسی کنڈیاں ہیں جن کی بڑائی کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یہ کنڈیاں لوگوں کو ان کے اعمال بد کی وجہ سے اچک کر جہنم میں ڈال دیں گی۔ الحدیث (مشکوٰۃ شریف، ص ۱۹۱) اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْ ذَلِكَ۔

الغرض عبارت سے یہ تینوں چیزیں شیاطین، جہنم اور نفس مانع تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے تکوینی و تشریعی طور پر ان پر پابندیاں عائد کر کے تقرب الی اللہ کو سہل بنا دیا۔

مولائے کریم جل شانہ نے اپنی کمال عنایت سے رمضان

المبارک میں شیاطین کو پابند سلاسل کرنے کا انتظام فرمایا۔

## شیاطین مقید

اسی طرح رمضان المبارک میں جہنم کے دروازے بند کر

دیئے جاتے ہیں تاکہ آثار غضب خداوندی کا ظہور و انتشار

## جہنم کے دروازے بند

انسانوں کے لئے رحمت خداوندی سے محرومی کا سبب نہ بنے۔

خوشبو سے فضا معطر ہوگی تو دماغ فرحت محسوس کرتا ہے۔ بدبو سے اذیت پاتا ہے آثار رحمت سے رحمت الہیہ کی طرف کشش ہوتی ہے اور آثار غضب سے بُعْد پیدا ہوتا ہے۔ حدیث پاک میں وارد ہے کہ۔

”جب رمضان داخل ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور ایک

روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور جہنم کے دروازے

بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے۔ وفی روایۃ

فتحت ابواب الرحمة۔ (مشکوٰۃ شریف)۔

” قالوا الفتح هنا كناية عن تنزِيل الرحمة و فتح

ابواب الجنة كناية عن التوفيق للخيرات الذي هو

سبب لدخول الجنة و غلق ابواب جهنم كناية من

تخلص نفوس الصوام من بواعث المعاصي لقمح

الشهوات جَوَز الشيخ الوجهين في الفتح والغلق الحقيقة

والمجاز۔ (حاشیہ مشکوٰۃ)۔

## شیطانی ذرارت پابند

انسانی نفس شیطان کے لئے بمنزلہ ذریعہ ہے اور عالمی شیطنت کا گویا کہ یہ نمائندہ ہے اسے خوگر طاعت

عبادت بنانے کے لئے روزہ رکھنے کا پابند بنایا گیا تاکہ یہ مانع بھی کمزور پڑ جائے۔ چنانچہ قرآن و سنت سے صیام رمضان کی فرضیت ثابت ہے۔

**دو طرح** روزے میں نفس کی سرکشی کو توڑنا اور اسے خوگر طاعت بنانا دو طرح سے حاصل ہوتا ہے۔ ایک اس طرح پر کہ پیٹ جتنا بھرا ہوتا ہے معاصی کی طرف رغبت

اور یاد الہی سے غفلت زیادہ ہوتی ہے۔ کھاتے اور چرتے رہنا یہ حیوانوں کی صفت ہے جبکہ شب و روز عبادت میں رہنا یہ ملکو کی صفت ہے۔ روزے میں جب کھانے پینے پر پابندی ہوگی تو نفس کا زور ٹوٹے گا گناہ کا داعیہ کم ہوگا۔ گویا یہ حیوانیت سے نکل کر ملکوتیت کے طرف عروج و ارتقاء ہے۔

اور دوسرے اس طرح سے کہ نفس شہوتوں اور معاصی کا خوگر ہو چکا ہے۔ روزے میں انسان کی مرغوب ترین اشیاء (کھانے پینے وغیرہ) سے پرہیز کا حکم دے کر اس کی ناجائز مرغوبات و معاصی کو چھڑانے کی مشق کرائی جاتی ہے۔ کف نفس (نفس پر کنٹرول) کی جو قوت کمزور پڑ چکی تھی روزے کے ذریعہ اس کو مضبوط کیا جاتا ہے تاکہ یہ قوت ترک معاصی میں اپنا مؤثر کردار ادا کر سکے۔ کیونکہ جس قوت کو بار بار استعمال کیا جاتا ہے وہ مضبوط ہو جاتی ہے۔

**انسانی خاصہ** عقل کے تابع کر کے نفس کو اس کی شہوتوں سے روکنا اور اس میں اعتدال پیدا کرنا انسانی خاصہ ہے۔ اپنے بہتر مستقبل کے لئے اپنی شہوتوں، اور

پسندیدہ اشیاء کو چھوڑ کر علم و ہنر سیکھنے مالی و جاہی کمالات حاصل کرنے کے لئے انسان طرح طرح کی مشقتیں برداشت کرتا ہے۔

**دامی حرام** گناہ کی عادت چھڑانے کے لئے یہ مراقبہ اور فکر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے کہ جب خدا تعالیٰ کے حکم اور اس کی رضا کے

لئے ایک دفعہ ناجائز حرام کو چھوڑ رہے ہو تو دائمی مستقل حرام گناہ کو کیوں نہیں چھوڑتے؟ کھانا پینا عارضی طور پر کچھ وقت کے لئے حرام قرار دیا گیا ہے۔ جب کہ گناہ قطعی طور پر دن



ہو یا رات ، رمضان ہو یا غیر رمضان ، بیمار ہو یا تندرست ، ہمیشہ ہمیشہ کے لئے  
پس جو شخص کھانا پینا چھوڑتا ہے اور گناہوں میں بہتور منہمک اور مشغول ہے اس شخص  
کی حقیقت کو نہیں پایا۔ اس لئے ارشاد نبویؐ وارد ہوا ہے کہ جس نے چھوڑ دیا  
اس پر عمل کو نہیں چھوڑا ، اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی حاجت نہیں کہ اپنا عمل  
چھوڑے رکھے۔

روزہ رکھنے کے بعد جس طرح تک اس د شرب کا بختہ عزم ہوتا ہے اسی طرح تک  
کا بھی مکمل ارادہ ہونا چاہئے کہ روزہ رکھ لیا ہے اب نہ کھائیں گے نہ پئیں گے ، نہ گھر  
کے قریب جائیں گے۔ تاکہ روزہ نہ ٹوٹ جائے۔ ہاتھ ، پاؤں ، زبان ، آنکھ وغیرہ  
روزہ رکھنے میں شریک ہو گئے۔ غیبت کی یا جھوٹ بولا تو گویا روزہ کو خراب کر لیا ، گناہ  
کرے تو کہہ دے کہ مجھے روزہ ہے۔ گالی گلوچ ، فحش گوئی ، لڑائی جھگڑا  
میں نہیں۔

## اسباب رحمت

جہنم ، شیاطین اور نفس ، موانع رحمت پر مختلف قسم کی پابندیاں عائد کر دیتے  
کے بعد اسباب رحمت اور ملائکہ اعلیٰ کی طرف انجذاب کے بھی متعدد دیکھوینی انتظامات  
کئے۔

۱۔ خداوند قدوس کے انعامات اور انوار و رحمتوں کے خزینوں کا مرکز جنت  
ہے۔ رمضان المبارک میں جنت کے دروازوں کو کھول دیا جاتا ہے۔ تاکہ آثار رحمت  
نزد اور انتشار انسانیت کو اپنے آغوش میں لے۔ ذکر و فکر ، نماز و تلاوت کی طرف  
رغبت بڑھے۔ یہ رحمتیں اور طاعات انسانوں کو اپنے مرکز جنت کی طرف کھینچتی ہیں۔  
گناہ اور نفسانی خواہشات جہنم کی کنڈیاں ہیں۔ اسی طرح اعمال صالحہ مقام رضائے الہیہ  
جنت تک پہنچنے کے لئے رسیاں اور زینہ ہیں جو انسانوں کو کھینچنے کے لئے جنت سے  
لٹکانی گئی ہیں۔ قرآن پاک میں ہے۔

وَاَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا ۖ وَمَنْ يُؤْمِرْ بِاللَّهِ فَقَدْ

اسْتَسْلَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ -

بمضان المبارک میں اسی غلبہ رحمت کی وجہ سے شاید حدیث شریف میں رحمت کو غفلت پر بھی مقدم ذکر کیا گیا ہے۔ حالانکہ عقل طور پر مغفرت مقدم ہونی چاہئے۔ قرآن بیان بھی اسی کا مقتضی تھا۔ کیوں کہ جابجا الغفور الرحیم فرمایا گیا۔ لیکن رمضان المبارک کے بارے میں فرمایا گیا کہ -

اوله رحمة و اوسطه مغفرة و اخره عتق من النار -

اس کا پہلا عشرہ رحمت ہے۔ اور درمیانی مغفرت ہے اور آخری عشرہ دوزخ سے آزادی کا ہے۔

غالباً اشارہ کرنا مقصود ہے کہ رمضان المبارک میں گناہوں کی صفائی سے قبل ہی بلاستغفار جنتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ ہاں ان کی وصولی کے لئے متوجہ ہونا شرط ہے۔ معمولاتِ تہجد پر عمل ہو جائے یہ ان کا کرم ہے۔ مگر رحمتِ خداوندی اعراض کرنے والے کا چھپا نہیں کرتی۔ کیوں کہ جہاں وہ کہیم ہیں وہاں وہ غیور بھی ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کے نفس میں ہے۔

” اَنْلِزْ مُكُومَهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كِرْهُوْنَ “

ترجمہ:- تمہارے ناپسند رکھنے کے باوجود کیا ہم اس رحمت کو تم پر چپکا دیں گے ؟

۱۲- ہر روز بارگاہِ خداوندی سے اعلان ہوتا رہتا ہے کہ

” یا باغی الخیر اقبل یا باغی الشر اقصر “

لے غیر کے متلاشی متوجہ ہو اور لے برائی کے متلاشی بس کر۔

یہ اعلان بھی انسانوں کے لئے خیر و رحمت کی طرف کھینچنے والا ہے اور برائی سے روکنے

کا کوئی دغیبی سبب ہے۔ عوام گو نہ سنتے ہوں لیکن اہل دل اپنے قلوب میں اس اعلانِ شاہی

کا بین طور پر اثر محسوس کرتے ہیں۔

۱۴، ۱۳- موانع کی تعلیل اور اسباب جذب و رحمت کی تکثیر و تسہیل کے ساتھ ساتھ یہ کرم بھی فرمایا کہ ان مبارک اوقات

میں طاعت و تقرب الی اللہ کو محض ہماری رائے اور صوابدید پر نہیں چھوڑا کہ اگر چاہو تو



کہ لو بلکہ ان رحمتوں میں حصہ دار بنانے کے لئے دن کا روزہ فرض کیا۔ جس کے لئے ۱ نحری شب میں اٹھنا ہی پڑے گا۔ پھر کہ ن بے حس ہے جو اٹھ کر کم از کم دو چار رکعت نہیں پڑھتا ہوگا۔

پھر سحری کھانا یہ بھی باعث رحمت ہے۔ اللہ تعالیٰ سحری کھانے والوں پر رحمت نازل کرتے ہیں۔

ان الله و ملائكتہ لوصول علی المتسحرین - (طبرانی

ابن حبان فی صحیحہ کذا فی الترغیب)۔

اب روزہ شروع ہوا تو ایک حدیث شریف کے مطابق سمندر کی مچھلیاں تک روزہ دہا کے لئے دعائے مغفرت میں مشغول ہیں۔ یہ استغفار افطار کے وقت تک جاری رہتا ہے۔ (ترغیب)

روزہ افطار کیا تو ایک فرحت نقد حاصل ہوگئی اور دوسری فرحت نقائے ربانی کے وقت حاصل ہوگی۔ (مشکوٰۃ)

اگر چند لوگوں کو اپنی افطاری میں شامل کر لیا تو نہ صرف اپنے روزہ کا ثواب ملا بلکہ ان سب کے روزوں کے برابر بھی مزید ثواب اسے حاصل ہو گیا۔ (سبحان اللہ اسلام نے غریب اور اہل حاجت کو کسی موقع پر فراموش نہیں کیا۔ نہ روزہ میں نہ نماز میں اور نہ نکاح وغیرہ میں بلکہ سب اعمال میں غریب پروری کا کسی نہ کسی طرح کچھ نظام موجود ہے۔ اسلام خداوند قدوس کی ربوبیت عامہ کا مظہر ہے) عوام افطاری اور نماز کے بعد آرام کرتے ہیں جب کہ اہل قلوب جذبہ غیبی کے تحت پورے ذوق و شوق سے ادابین کی طویل نماز سے اپنے اوقات کو مرزین اور منور کرتے ہیں۔ حفاظ ہیں کہ اپنی منزل سنبھالنے میں مصروف ہیں کوئی اپنی منزل پوری کرنے کے لئے بے تاب نہیں۔ یہ روزہ دن کی خاص عبادت تھی جو سحری سے شروع ہو کر غروب آفتاب تک اختتام پذیر ہوتی۔

رات کو اللہ پاک نے ایک دوسری طویل عبادت تراویح اور قرآن پاک کا سماع اپنے بندوں کے ذمہ رکھ دیا۔

تراویح :- ۵ :- حدیث پاک میں ہے کہ :-

”جعل الله صيامه فريضة وقيام ليلته تطوعا“

شریعت نے تراویح کا ایسا اجتماعی نظام دیا جو بجائے خود خداوند قدوس کی رحمتوں کے لئے بے حد جاذب و جالب ہے۔ تمام مسلمان، پاکیزہ حالت میں خدا کے گھر کے اندر صف در صف کلام ربانی اور اس کے فرامین کو بحالت قیام سب دست بستہ سن رہے ہیں۔ پھر کبھی رکوع میں ہیں۔ کبھی سجدہ میں ناک رگڑ رگڑ کر خدا تعالیٰ کی تسبیح و تحمید میں مشغول ہیں۔ پوری جماعت ایک گھنٹہ، کوئی دو گھنٹہ تک کوئی تین گھنٹہ تک، کوئی سحری تک اسی حالت میں گزار کر گویا رات کی اس عبادت (تراویح) کو دن کی عبادت روزے سے مربوط کر دیتے ہیں۔ اس دور کے کتنے اللہ ولے شب بیداری کا یہ عمل جن کا ابتدائے عمر سے آخری عمر تک جاری رہا۔ حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحب نور اللہ مرقدہ کی تراویح ایسی ہوتی تھیں کہ عشا کے بعد سے برابر سحری تک جاری رہتیں۔ بعض معروف خالقاہوں کا آج بھی یہی معمول ہے۔

حضرت اقدس مولانا شیخ الحدیث علیہ السلام تراویح کے بعد سے صبح تک نوافل میں مشغول رہتے اور یکے بعد دیگرے حفاظ سے کلام مجید ہی سنتے رہتے تھے۔ اور حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب قدس سرہ کے یہاں تو رمضان المبارک کا مہینہ دن رات تلاوت کا ہوتا تھا کہ اس میں ڈاک بھی بند اور ملاقات بس ذرا گوارا نہ تھی۔ بعض مخصوص خدام کو صرف اتنی اجازت تھی کہ تراویح کے بعد جتنی دیر حضرت سادہ چائے کے ایک دو فنجان نوش فرمائیں اتنی دیر خدمت میں حاضر ہو جایا کریں۔ (فضائل رمضان)

معمولات رمضان میں ہے کہ حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہ کا معمول یہ تھا کہ بعد نماز مغرب چھ پارے اور تراویح میں تقریباً تین پارے سننا، پھر تہجد میں چھ پارے پھر چاشت میں چھ پارے، ظہر کی سنتوں میں تین پارے، بعد ظہر دیکھ کر آٹھ پارے اور بعد عصر تین پارے سننا۔ رزقا اللہ اتباعہم۔ آمین۔

۶۔ روزہ و تراویح کے علاوہ اہل اسلام کو یہ ترغیب بھی دی گئی کہ رمضان کی عبادت کا مخصوص ثواب ستر گنا زیادہ ہو گا۔ یعنی نفل عبادت کا ثواب فرض کے برابر اور ایک فرض کا ثواب ستر فرض کے برابر ہو گا۔ کلمہ طیبہ، استغفار حصولِ جنت کا سوال اور جہنم سے پناہ مانگنے کا بھی خصوصی اہتمام سے حکم دیا گیا ہے۔ حدیث تریف



میں ہے۔ واستکثر وافیه من اربع خصال - بلکہ ایک کے مطابق سات سو گنا تک ثواب بڑھا دیا جاتا ہے۔

**شب قدر**، شب قدر بھی امت محمدیہ کے لئے رمضان المبارک کا تحفہ ہے۔ اس ایک رات کی عبادت کا ثواب تر اسی سال چار ماہ کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ وہ ایک ہزار مہینہ تک اللہ کے راستے میں جہاد کرتا رہا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اس پر رشک آیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی تلافی کے لئے شب قدر کا عطیہ امت محمدیہ کو عنایت فرمایا۔

اگر تر اسی برس کی عبادت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے ایک رات نہیں بلکہ ایک مہینہ بھر بھی جاگ لیا جائے تو سودا مہنگا نہیں۔ جب کہ اس دولت کی قدر دانی اللہ پاک عنایت فرمائیں۔

۲؎ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجود ان تمام بشارتوں اور فضیلتوں کے اتنی لمبی نماز رات بھر پڑھتے کہ پاؤں مبارک درم کمر جاتے۔  
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشاء کی نماز کے بعد گھر تشریف لے جاتے اور صبح تک نماز میں گزار دیتے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ دن بھر روزہ رکھتے اور رات بھر نماز پڑھتے اور کبھی ایک رکعت میں پورا قرآن پاک تلاوت فرماتے۔

شرح احیاء میں ہے کہ چالیس تابعین سے بطریق تو اتریہ بات ثابت ہے کہ وہ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کرتے تھے۔

**ایمان و احتساب** صیام رمضان اور تراویح میں ایمان و احتساب کی بھی خصوصی تکیہ

دارد ہوتی ہے۔ اگرچہ یہ سب عبادات میں ضروری ہے لیکن

روزہ اور تراویح میں اس کے خاص اہتمام کا ارشاد فرمایا گیا۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس نے ایمان و احتساب کے ساتھ روزہ رکھا اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو گئے۔ اور جس نے ایمان و احتساب کے ساتھ تراویح پڑھیں اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو گئے۔ اور جس نے شب قدر میں ایمان و احتساب کے ساتھ قیام کیا اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو گئے۔

# اعتکاف

## سب سے توڑ : سب سے جوڑ

رمضان المبارک کی ایک خصوصی عبادت اعتکاف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشرۃ اخیرہ کا ہمیشہ اعتکاف فرمایا۔ اور ایک مرتبہ دس دس روز کی نیت کر کے پورے ماہ مبارک کا اعتکاف کیا۔ (بخاری و مسلم و مشکوٰۃ)۔

معتکف کی شان اس شخص کی سی ہے جو کسی کے در پر جا پڑے کہ اتنی میری درخواست قبول نہ ہو در نہیں چھوڑوں گا۔ جب بندہ کی طرف سے یہ عزم ہو تو مولائے کریم کی رحمت اسے ضرور اپنی آغوش میں محام لے گی۔ نیز اعتکاف کے ذریعہ چوبیس گھنٹہ کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ جب اس کی نیت سے مسجد میں داخل ہو گیا تو بس اب اس کا سونا، جاگنا، کھانا، پینا عبادت کرنا وغیرہ سب کچھ ہی عبادت کے کھاتے میں شمار ہو گا۔ انسان ایک بالشت اللہ تعالیٰ کے قرب کا تلاشی ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک ہاتھ بڑھتے ہیں جو شخص ایک ہاتھ آتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف دو ہاتھ آتے ہیں۔ جو چل کر آتا ہے اللہ پاک دوڑ کر آتے ہیں۔ اعتکاف میں آنے والے یقیناً اس کا مصداق بن سکتے ہیں کہ گھر بار چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لئے اس کے در پر آ پڑے ہیں۔ کریم مولیٰ اپنی شانِ عالی کے مطابق بندوں کی اپنے لطف و احسان، رحمت و مغفرت سے بھرپور میزبانی ضرور فرمائیں گے۔

ابن القيم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اعتکاف کی روح اور اس کا مقصد دل کو اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کے ساتھ وابستہ کر لینا ہے اور سب کی طرف سے ہٹ کر اور ہر غیر سے کٹ کر بس اس پاک ذات کا ہو رہنا ہے۔ یہاں تک کہ مخلوق کے بجائے اللہ کی پاک ذات کیساتھ

لے حدیث شریف میں ہے کہ جس نے عشرۃ اخیرہ کا اعتکاف کیا اسے دوج اور دو عمرہ ملے گا۔ (رواہ ابی یوسف)۔



انس پیدا ہو جاتے یہ انس قبر کی وحشت میں کام آئے گا۔ اگر دنیا میں مالک حقیقی کے ساتھ انس پیدا نہیں ہوا تو قبر میں کوئی انس نہ ہوگا۔ کیوں کہ جن سے دل لگایا تھا وہ تو پیچھے چھوڑ آیا۔ اور جو مالک حقیقی یہاں موجود ہے اس سے دل لگایا نہیں۔

ابن القیم رحمہ کے مطابق اعتکاف کا مقصد تخلص اور تجلیس ہے۔ ہر غیر کو دل سے رخصت کر کے محبوب حقیقی کے لئے اسے فارغ کر دیا جائے۔ حضرت خواجہ مجدد ربہ اسی کیفیت کا اظہار فرماتے ہیں ۛ

ہر تمبہ دل سے رخصت ہو گئی

اب تو آجا اب تو خلوت ہو گئی

**صحبت شیخ**  
اللہ تعالیٰ کے انعامات اور اس کی رحمتوں اور مغفرت کے سیزن میں اگر صحبت شیخ بھی میسر آجائے تو سبحان اللہ سونے پر سہاگ

ہے۔ بعض قلبی امراض مزمنہ ایسے ہوتے ہیں کہ بدول علاج و اپریشن وغیرہ ان کا ازالہ نہیں ہو سکتا۔ اور قبول عبادات سے یہ مانع بنے رہتے ہیں۔ صحبت شیخ اور اس کی تربیت سے ان کا خاتمہ ہو جاتا ہے اسی اعتبار سے صحبت شیخ کو صد سالہ طاعت سے بہتر کہا گیا ہے ۛ

یک زمانہ صحبت بادلیا

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

کچھ اسی نوعیت کے مصلح کی بنا پر اپنے اکابر کا معمول رمضان المبارک کی یا ہزدی طور پر اپنے مشائخ کی خانقاہوں میں گزارنے کا چلا آ رہا ہے۔ خانقاہ سر اجیہ میں بڑے مجمع کے ساتھ رمضان المبارک کا خصوصی اہتمام ہوتا ہے۔

حضرت بھلوی اور حضرت لاہوری قدس اللہ سرہما کے ہاں قرآن پاک کا ترجمہ پڑھایا جاتا تھا۔ اسی طرح سالکین کے علاوہ علماء بھی فیض صحبت سے مستفیض ہوتے تھے۔

مدارس میں سالانہ تعطیلات کے بعد خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون اور خانقاہ رحیمیہ رائپور کے لئے حضرات علماء اور سالکین کے قافلے روانہ ہونا شروع ہو جاتے تھے۔ حضرت مولانا غیر محمد صاحب، حضرت مفتی محمد حسن صاحب، حضرت کاندھلوی صاحب، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مراتب ہم نے بارہا تھانہ بھون میں رمضان المبارک گزارا۔ اور

بعض اوقات اعتکاف بھی فرمایا۔

ایک مرتبہ حضرت مولانا خبیب محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ اعتکاف کو جی چاہتا ہے لیکن اندیشہ ہے کہ متوقع عذر نہ پیش آجائے جس کی وجہ سے اعتکاف ترک کرنا پڑے۔ تو حضرت حکیم الامت قدس سرہ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں ایک ایک دن کی نیت کر کے اعتکاف بیٹھ جائیں۔ درمیان میں اعتکاف مکمل نہ ہو سکا تو سہولت رہے گی۔

جامعہ خیر المدارس کے سرپرست حاجی محمد شریف صاحب رحمۃ اللہ بارہا بچوں سمیت تعطیلات میں تھانہ بھون میں مقیم رہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ مفتی دارالعلوم دیوبند ہونے کے باوجود رمضان المبارک کی پوری تعطیلات اکثر مع اہل و عیال خالقہ امدادیہ تھانہ بھون میں گزارتے۔

(مقدمہ امداد المفتین ترجمہ المصنف، ص ۲۶)

دلئے پور شریف میں رمضان المبارک کی بہاروں کا کیا پوچھنا۔ وہاں کے پتے پتے سے ذکر اللہ کی آواز آتی تھی۔

حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ کے ہاں رمضان المبارک میں پاک و ہند اور بنگال وغیرہ کے لئے اہل علم اور طالبین کا ہجوم رہتا تھا۔

ان حضرات کے وصال کے بعد آخر میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے دور میں تو اجتماع رمضان المبارک کا عجیب سماں بندھا۔ جس میں ملک کے مشاہیر علمائے کرام، اہل قلوب جمع ہوتے۔ اور حضرت شیخ نے پورے رمضان المبارک کے اعتکاف کی صورت میں جو خصوصی اہتمام کیا وہ بہت ممتاز اور قابل رشک تھا۔ یہ اعتکاف کبھی سہارنپور اور کبھی نظام الدین میں ہوتا۔ بارہا حضرت مولانا محمد یوسف صاحب امیر تبلیغ نور اللہ مرقدہ بھی اس میں شریک ہوئے۔

پورے رمضان المبارک کا یہ اعتکاف ایک اعتبار سے اصلاحی چلے کے قائم مقام بھی ہے۔ سالکین اپنی اپنی استعداد اور ظرف کے مطابق برکات رمضان المبارک کے علاوہ یہ عظیم فائدہ بھی اس اعتکاف سے حاصل کرتے ہیں۔ اجتماعی رمضان المبارک کا ایک فائدہ یہ ہے کہ نظام میں جبر نے کی وجہ سے طے شدہ نظم کے مطابق اعمال بسہولت ہوتے



رہتے ہیں۔ جیسے کہ انجن کے ساتھ ڈبہ جوڑ دینے سے ڈبہ چلتا رہتا ہے۔ اسی طرح انجن کا نظام میں جڑ کر اعمال کی گاڑی روال دواں رہتی ہے۔ ہندو پاک کے کئی شہروں میں مشہور راولپنڈی، لاہور وغیرہ میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے طریقے کے مطابق اس بھی پورے رمضان المبارک کے اعتکاف کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اور دیگر بہت سے شہر حق کے ہاں بھی پورے رمضان المبارک کا خصوصی اہتمام ہے۔ سالکین دور دراز سے اگر فیض یاب ہوتے ہیں۔

بہر حال رمضان المبارک کے دیگر انعامات کی طرح اعتکاف بھی اللہ پاک کا عظیم انعام ہے۔ نامعلوم آئندہ رمضان المبارک کس خوش قسمت کو نصیب ہوگا۔ اپنی عمر کا آخری رمضان سمجھ کر خوب خوب اس کی قدر دانی کرنی چاہئے۔ کتنے احباب، خولیش و اقارب ایسے ہیں جو گزشتہ رمضان المبارک میں زندہ تھے۔ چاہتے تو سچی توبہ کر کے بہت کچھ کر سکتے تھے۔ لیکن لمبی امیدوں نے انہیں غفلتوں میں مبتلا کئے رکھا۔ یہاں تک کہ موت آ کر ان کا استیصال کر دیا۔ آرزوں کے تصوراتی منصوبے بھی خاک میں مل گئے۔ ان کے زم و نازک بدن کپڑے مکوڑوں نے کھائے۔ دنیا اور کنبے کی فکر میں ایسے سمجھے کہ موت دہر کی وحشتوں اور سختیوں کو بھول کر بھی کبھی یاد نہ کیا۔ ایک عارف اس کی یاد دہانی کراتے ہیں۔

نہ کام آ سکے بھائی نہ بیٹا باپ تے مائی  
کیا پھر تا ہے سودائی عمل نے کام آتا ہے  
غلام اک دم نہ کر غفلت حیات پر نہ ہو غرور  
سبھی کوڑا پسار ہے دغا بازی کا بانہ ہے  
وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْفُرُورِ

## لاکھوں کروڑوں

شب و روز کے انعامات کے علاوہ آخری روزے افطار، ایدہ عید الفطر کے موقع پر لاکھوں بلکہ کروڑوں گناہ گاروں کی دوزخ سے آزادی کا عمل فرمایا جاتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ہر روز افطاری کے وقت دس لاکھ آدمیوں کو اللہ تعالیٰ

جہنم سے خلاصی عنایت فرماتے ہیں۔

اللہ جب رمضان المبارک کا آٹھویں دن ہوتا ہے تو یکم رمضان المبارک سے لے کر جس قدر لوگ آزاد کئے جا چکے ہیں ان سب کے برابر آج کے دن میں دوزخ سے آزاد فرماتے ہیں۔ (فضائل رمضان)

اللہ پاک ہمیں اور ہمارے مشائخ و احباب سب کو جہنم سے آزادی حاصل کرنے والوں میں شامل فرمادیں۔ آمین بحرمت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحابہ واتباعہ وعلماہ امتہ اجمعین۔

## اعمال رمضان

- ۱۔ ایمان و احتساب کے ساتھ روزہ رکھنا۔ ۲۔ نماز باجماعت۔ ۳۔ اور تلاوت قرآن پاک کا خصوصی اہتمام کرنا۔ ۴۔ بیس تراویح میں قرآن پاک سننا۔
  - ۵۔ حتیٰ الوسع شب بیداری کا اہتمام کرنا۔ ۶۔ کلمہ طیبہ۔ ۷۔ اور استغفار
  - ۸۔ ذکر اللہ کی اٹھتے بیٹھتے کثرت رکھنا۔ ۹۔ دوزخ سے خلاصی۔ ۱۰۔ اور جنت کے حصول کا صدق رغبت کے ساتھ سوال کرنا۔ ۱۱۔ اور روزہ افطار کرنا۔
  - ۱۲۔ اپنے نوکروں اور ملازمین کے کام میں تحفیف کرنا۔ ۱۳۔ اعتکاف، اور
  - ۱۴۔ شب قدر کی تلاش کرنا۔ ۱۵۔ اپنی اور سب اہل اسلام کی ہدایت و حفاظت کی دعا اور سعی کرنا۔ ۱۶۔ زبان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں کے گناہوں سے
  - بچنا۔ ۱۷۔ جھوٹ، فحش گوئی، غیبت، چوری، بد نظری، سنیما بینی، لٹی، دی۔ دھوکہ دہی، رشوت، خیانت، ملاوٹ وغیرہ معاصی سے
  - پرہیز کرنا۔ فقط واللہ الموفق۔
- بشریہ "الخير"



# ماہنامہ حق چار یار

مدینہ بازار، اچھرہ، لاہور ڈن ۴۱۶۱۰۷

- ماہنامہ حق چار یار رضہ خالصتاً سنی رسالہ ہے ☐
- ماہنامہ حق چار یار رضہ ایک مذہبی اور غیر سیاسی رسالہ ہے ☐
- ماہنامہ حق چار یار رضہ سنی موقف کا ترجمان ہے۔ ☐
- ماہنامہ حق چار یار رضہ تحریک خدام اہلسنت کا آرگن ہے۔ ☐
- ماہنامہ حق چار یار رضہ سبائیت کا مسکت اور مدلل جواب ہے ☐
- ماہنامہ حق چار یار رضہ کوکیل صحابہؓ حضرت مولانا قاضی منظر حسین دامت برکاتہم العالیہ کی سرپرستی حاصل ہے۔ ☐
- ماہنامہ حق چار یار رضہ میں تمام مضامین مستند اور معیاری ہوتے ہیں۔ ☐
- ماہنامہ حق چار یار رضہ دفاع صحابہؓ کی خدمت سرانجام دے رہا ہے۔ ☐
- ماہنامہ حق چار یار رضہ ہر ماہ پابندی سے شائع ہوتا ہے۔ ☐
- ماہنامہ حق چار یار رضہ کا سالانہ چندہ پاکستان میں صرف ۶۰/- روپے ہے۔ ☐
- ماہنامہ حق چار یار رضہ ہر سنی مسلمان کی اہم ضرورت ہے۔ ☐
- ماہنامہ حق چار یار رضہ کا ہر گھر اور لائبریری میں ہونا ضروری ہے۔ ☐
- ماہنامہ حق چار یار رضہ کی اشاعت میں تعاون ایک جہاد ہے۔ ☐

کیا آپ ہماری اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے  
تعاون فرمائیں گے؟

## مفت مشورہ برائے خدمت خلق

تھکے ہوئے گال پتلا کمزور جسم

• جہانی وزن قد کاٹھ، طاقت خون و بھوک بڑھانے کے لئے • جسم کو مضبوط، سمارٹ، خوبصورت و طاقتور بنانے کے لئے • تمام مردانہ زنانہ و بچوں کی امراض کے لئے • روزانہ کئی سیر دودھ، گھی، گوشت، فروٹ، مہم کرنے کے لئے • تمام پرانی بیماریوں کے لئے چالیس سال کی تجربہ شدہ مجرب ترین دیسی دواؤں کا مفت مشورہ • جواب دہ نئے جوابی لفافہ یا اس کی قیمت ارسال کریں ورنہ جواب نہ دیا جائے گا۔  
نوٹ: خط بالکل مختصر و چھوٹا لکھیں پتہ صرف اردو میں لکھیں۔

حکیم بشیر احمد بشیر رجسٹرڈ کلاس اے  
گورنمنٹ آف پاکستان

چاندنی چوک محل غلام محمد آباد فیصل آباد پاکستان پوسٹ کوڈ 38900  
فون نمبر دوکان: 354840 فون نمبر رہائش: 354795

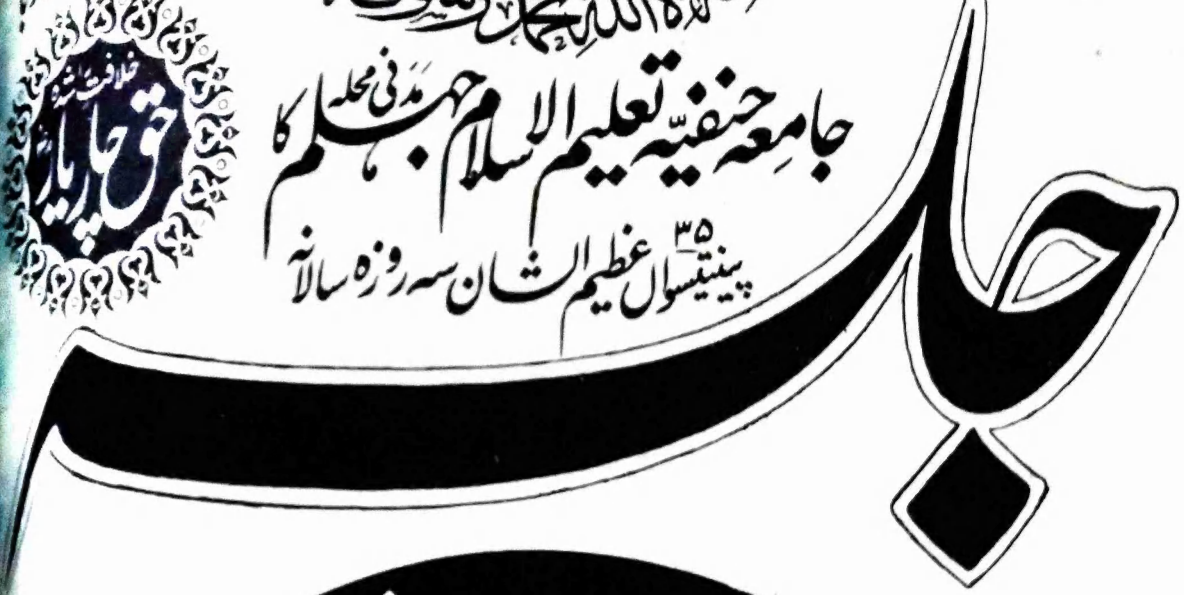
**ضروری نوٹ:** حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ اس ماہ بہت زیادہ مصروف رہے۔ تبلیغی اسفار اور معانوں کی کثرت کی وجہ سے قسط وار مضمون یزیدی ٹولہ کی قسط ۷ مختصر بہ نہ نہا سکے۔ اگلی قسط آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمادیں۔ (ادارہ)

## حضرت ابو بکرؓ کا اہم گرامی جبرائیلؑ نے انگشتری میں لکھا دیا

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشتری حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دی اور کہا کہ اس پر لا الہ الا اللہ کنہہ کردالو۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے انگوٹھی نقاش کو دی اور کہا۔ پس حضرت ابو بکرؓ اس انگوٹھی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے۔ اس میں لکھا ہوا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابو بکر صدیق۔ ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا کہ ابو بکرؓ یہ زیادتی کیا۔ ابو بکرؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ میری طرف سے فقط یہ بات ہوئی کہ اللہ کے نام کے ساتھ آپ کا نام بھی لکھوا دیا۔ اس واسطے کہ یہ بات مجھ کو خوش نہ آئی کہ نام آپ کا اللہ کے نام سے جدا ہو لیکن باقی کے واسطے میں نے نقاش سے نہیں کہا اور حضرت ابو بکرؓ اپنے دل میں شرمندہ ہوئے کہ میرا نام انگشتری میں کیوں لکھا گیا؟ پس جبرائیلؑ حضرت کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ نام ابو بکرؓ کا میں نے اس انگشتری میں لکھ دیا ہے اس واسطے کہ مجھ کو یہ بات خوش نہ آئی کہ ابو بکرؓ کا نام آپ کے نام سے جدا ہو۔ تفسیر یزیدی اردو ص ۴۴ حصہ اول طبع سعیدی کراچی



توحید کا ہے غفلت سنت کی ہے بہا  
فیض محمدی ہے یہ حق چار یار سے  
صلى الله عليه وسلم  
نظام خلافت راشدہ  
اعلان حق ہمارا ہے حق چار یار سے



## تقسیم سناود سناری

۱- ۲- ۳- مئی ۱۹۹۱ء ۱۵- ۱۶- ۱۷- شوال المکرم ۱۴۱۲ھ، جمعہ، جمعہ، جمعہ

انشاء اللہ اپنی سابقہ روایات کے مطابق شان و شوکت سے منعقد ہوگا۔  
جس میں ملک کے مشاہیر علماء و مشائخ شرکت فرما رہے ہیں

نوٹ:-

مجاہد ملت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلی تحریک ختم اہل سنت و جماعت  
کا درس خاص جب کے دوسرے دن علی الصبح ہوگا۔ یاد رہے کہ جلسہ بروز جمعہ  
قبل از دوپہر شروع ہوگا اور بروز جمعہ نماز جمعہ تک ختم ہو جائیگا تفصیلی اشتہار علیحدہ طور پر  
الذاعی الی الخیر: خادم اہل سنت و جماعت جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام حیدرآباد مولوی عبدالحق

# نغمہ مکرم صلا



مولانا محمد علی جوہر رحمۃ اللہ علیہ

ہی شکر ترا پھر صیام آیا  
مرہ صیام نہیں عید کا پیام آیا  
ہزار ماہ سے بہتر ہے ایک رات اسکی  
اسی صینے میں اللہ کا کور آیا  
گھڑی وہ کیسی مبارک تھی کل جہاں کے لئے  
جہاں میں عرش سے افسر کا جب پیام آیا  
جب اپنی پوری جوانی پہ آگئی دنیا  
تو زندگی کے لئے آخری نظام آیا  
میں اس پہ بھیجوں درود و سلام کس منہ سے  
کہ جس کے نام خود اللہ کا سلام آیا  
ہے زندگی تو اسی کی جو مر سٹا دیں پر  
وہی ہے کام کا سلام کے جو کام آیا  
ہو نفع صور تمہارے لئے صدائے جیل  
ہو جاں بہ لب بھی تو کہہ دو ابھی غلام آیا  
نبی سے ملنے ہی سلام کی سپر تھا وہ  
جو بن کے کفر کی شمشیر بے نیام آیا